

اَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ عِبَادِي

فَتَحْ بَابَ نِعْمَتِ يَسْجُدُوا

نَحْمُ دَوْرَ ثَالِثٍ لَا كَحَوَّلِ سَلَام

فَلَا يَأْخُذُ بِشَيْءٍ كَاتِبُ جَنَانٍ

الْعَاقِبُ

مَحْرُوفُ الْحَرَامِ ١٤٣٣ هـ / دَسَمْبَرُ ٢٠١١

شَيْخُ الْإِسْلَامِ د. مُحَمَّدُ حَسَنُ بْنُ مُسْتَفِي

جنوری 2011ء

شماره خاص: شریعت اسلامیہ کے مسائل و مسائل

اداریہ (تلا و گستاخ نبی کو غیر مسلم زندہ ہے + میڈیا کی آزادی یا آوارگی)۔
ملک ممتاز حسین قادری۔ نبی کریم ﷺ کے ظاہری پر دے کے بعد امت پر تعظیم
و توقیر کا جو ب۔ مسئلہ تو چین رسالت۔ گستاخ رسول واجب القتل۔ سلمان تاثیر
کا قتل یا شہادت۔ انٹرویوز و کلام غازی ممتاز قادری۔ غازی ممتاز قادری فیس
کیک کا سب سے مقبول موضوع۔

فروری 2011ء

شماره خاص: رسالہ الشیخ محمد

اداریہ۔ عشق چوگان باز میدان عمل۔ اوصاف مصطفیٰ ﷺ۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے
بقول سرور کائنات کی دنیا میں تشریف آوری۔ نبی کریم ﷺ کے زمانہ بچپن کے
معجزات۔ محفل میلاد کے موقع پر امام اہلسنت کا الہامی خطاب۔ منکرین میلاد
شریف کے اعتراضات کے جواب۔ ولادت النبی ﷺ کی خوشی منانے سے
کافروں کو قائدہ۔

مارچ 2011ء

اداریہ (شدت پسند کون؟ + روج محمدی بدن سے نکال دو)۔ قرآن مجید اور ختم
نبوت۔ اہم شرعی فیصلہ۔ غوث الاعظم سیدنا شمس عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ۔ حقیقت میں
وہ مرد حق، وہ غازی لے گیا بازی۔ گورنر کا جنازہ۔ پوپ حقائق نہ جھٹلائیں۔ ملعون
عیسائی پادری نیری جونز کی دعوات۔ پوپ کی بے جا مداخلت۔

اپریل 2011ء

اداریہ (قوموں کی حیات ان کے تخیل پہ ہے موقوف)۔ عشق و ایمان کا
کردار۔ قندہ قادیا نیت۔ مٹھی قادیان مرزا قادیانی۔ میرے نبی سے میرا رشتہ کل
بھی تھا اور آج بھی ہے۔ مکتبہ دار السلام کا طریق تبلیغ یا تحقیق۔ قندہ گوہر شاہی
کے عقائد باطلہ۔



پاک

محمد بن علی: حضرت مولانا سید کفایت علی کا بی
قاعد مرثیت۔ حضرت میر سید محمد علی شاہ لکھنوی

میرزا علی شاد میرزا

مشفق الماسق صاحب طبع انوار الفخام حلی

مجتازانِ زمانہ - حضرت علامہ محمد رفیع قاسمی

محدث علم ہوتا ہے۔ حزب ملتان محمد سرور احمد خاں مدنی

فَالْتَمِزُوا لِي فِي هَذِهِ الْبُيُوتِ الْبَرِّينَ وَجِبْرِي

ما في الحديث: حضرت علي بن أبي طالب عليه السلام

۱۰۸۵

مہاجر ملت و ملت علی السکافان نیادی

مستحق العلم والمنان: حضرت مولانا محمد رفیع الرحمن صاحب

نہاد کھلیے تم انت : حضرت صفی ایاز خان چرن

شاه محمد شمس الدین - حضرت علامہ ذوالقرنین محمد احسان

سید احمد رضا صاحب دہلوی کا عظیم الشان علمی و ادبی خدمات کا جائزہ

والله اعلم

1999-2000

0321-4370406
0300-4627470

Page 10 of 10

ملتان روڈ لاہور

فہرست



نوٹ: مضمون نگار کی رائے سے ادارے کا اتفاق ضروری نہیں



اسلام میں عربی سال معتبر ہے جس کا حساب قمری مہینوں سے ہوتا ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے ﴿جعل الشمس ضياء والقمر نورا و قدرہ منازل لتعلموا عدد السنين والحساب﴾ اللہ نے سورج کو ضیاء اور چاند کو نور بتایا اور اس کے منازل طے فرمائے تاکہ تم سالوں کے عدد اور حساب معلوم کرو۔

اس آیت شریفہ میں چاند کو تقریر منازل کے ساتھ سنین و حساب کی علت قرار دی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ سال کا تعلق چاند سے ہے سورج سے نہیں۔ ایک اور مقام پر بھی اس کی تائید موجود ہے ﴿يسئلونك عن الاهلة قل هي مواقيت للناس والحج﴾ یہ لوگ چاند کے متعلق پوچھتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے چاند سب کے لیے وقت کی علامت ہے اور حج کے لیے بھی۔

گویا اسلام میں قمری مہینے معتبر ہیں۔ حج روزے اور عید وغیرہ میں اسی کا اعتبار ہے۔ ہر مہینہ کی ابتدا اور انتہاء چاند سے ہوتی ہے۔ مہینہ کی مدت کبھی 30 دن اور کبھی 29 دن ہوتی ہے۔ قمری سال 355 دن کا ہوتا ہے اور شمسی سال 365, 1/4 دن کا۔ قمری سال شمسی سال سے دس دن کم ہوتا ہے۔

فلاسفہ کہتے ہیں ہر برج بارہ ہیں ● حمل ● ثور ● جوزا ● سرطان ● اسد ● سنبلہ ● میزان ● عقرب ● قوس ● جدی ● دلو ● حوت۔

آفتاب (سورج) ان تمام برجوں میں ایک سال کے عرصہ میں سیر کرتا ہے اور مہتاب (چاند) کا دورہ ہر مہینہ میں پورا ہو جاتا ہے۔

جب مرکز آفتاب راس حمل کے نقطے میں پہنچتا ہے تو شمسی سال کی ابتدا ہوتی ہے اور اس وقت نباتات میں قوت نشوونما ظاہر ہوتی ہے۔ موسم اعتدال کی طرف مائل ہوتا ہے۔ سردی کی شدت کم ہو جاتی ہے۔ چونکہ قمری سال شمسی

سال سے چھوٹا ہوتا ہے اس لیے قمری مہینے مختلف فصلوں میں آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رمضان کبھی سردی اور کبھی گرمی میں آتا ہے۔

محرم الحرام:

قمری سال کی ابتدا محرم الحرام سے ہوتی ہے۔ قرآن فرماتا ہے ﴿مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾ ان بارہ مہینوں میں چار (رجب، ذیقعد، ذی الحجہ، محرم) حرمت والے مہینے ہیں۔

دوسرے مقام پر فرمایا ﴿لَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ﴾ ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم مت کرو۔ اس آیت میں ظلم سے مراد گناہ ہے کہ انسان کو خصوصیت کے ساتھ ان مہینوں میں گناہوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اگرچہ گناہ و معصیت ہر مہینہ اور دن میں جرم ہے مگر ان مہینوں میں اس کی حرمت زیادہ سخت ہو جاتی ہے کیونکہ یہ مہینے برکت والے ہیں اور بدی جب برکت والے ایام میں کی جائے تو ضرور سخت تر ہونی چاہیے۔ کیونکہ ان مہینوں میں گناہ کرنے والا ایک تو ان مہینوں کی برکت سے محروم رہے گا، دوسرا گناہ کر کے ان مہینوں کی بے حرمتی کرے گا۔

یوم عاشورہ:

بہر حال ماہ محرم اشہر حرم سے ہے۔ اس کو شہر اللہ، شہر الانبیاء، رأس السنہ بھی کہتے ہیں۔ اسی محرم کی دسویں تاریخ کو یوم عاشورہ سے یاد کیا جاتا ہے۔

یوم عاشورہ ایک خاص امتیاز کا مالک ہے اور بہت سے مقدس باب اس کے ساتھ وابستہ ہیں۔ چنانچہ • زمین و آسمان کی پیدائش یوم عاشورہ میں ہوئی۔ • سب سے پہلے بارش اسی دن ہوئی۔ • حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ اسی دن قبول ہوئی۔ • حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی نے اسی دن طوفان سے نجات پائی۔ • حضرت ادریس علیہ السلام کو مکانِ علیاء کی رفعت اسی دن حاصل ہوئی۔ • حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نثارِ نمرود اسی دن گزرا بنی۔ • حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات اسی دن عطا ہوئی اور اللہ نے آپ سے کلام فرمایا۔ • حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لشکرِ فرعون پر اسی دن فتح یابی ہوئی اور فرعون غرقِ نیل ہوا۔ • حتیٰ کہ صفحہ قلب سے نہ مٹنے والا واقعہ کربلا بھی اسی یوم عاشورہ میں ہوا۔

یوم عاشورہ کا روزہ:

مسلم شریف کی حدیث میں ہے ﴿صِيَامُ يَوْمِ عَاشُورَا احْتِسَابٌ﴾ علی اللہ ان یکفر السنۃ التی قبلہ کے یوم عاشورہ کا روزہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سال گذشتہ کے گناہوں کا کفارہ فرمائے۔

اور بے اختیار رقت طاری ہو جائے تو یہ دونوں بھی رحمت اور ایمان کی علامت ہے۔ خلاف شرع مجلسوں میں شرکت جائز نہیں کیونکہ یہ مجلسیں تبرا اور مقبولانہ بارگاہ کی جناب میں بے ادبی سے خالی نہیں ہوتیں۔ سنی عوام اس قدر واقفیت نہیں رکھتے کہ ان کی حرکات سے باخبر ہو جائیں۔ وہ کتنا یہ کتنا یہ میں سب کچھ کہہ جاتے ہیں اور ان کو پتہ بھی نہیں چلتا۔ بلکہ اگر وہ صراحت سے بھی کہہ گزریں تو انہیں خبر نہ ہو۔

ہمارے عام سنی برادران کی مذہبی معلومات کا تو یہ حال ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کے نام تک سے بے خبر ہیں۔ آپ سوال کر دیکھئے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسم شریف کیا ہے؟ اور ابن ابی قافہ کون صاحب ہیں؟ پھر دیکھئے کتنے بتا سکتے ہیں۔ ایسی حالت میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ابن ابی قافہ کہہ کر کوئی کچھ کہہ جائے تو انہیں کیا معلوم ہو۔

سنیوں کی مجالس:

سنیوں کی مجالس میں بھی بہت سی باتیں قابل لحاظ ہیں۔

- اول یہ کہ واقعات شہادت کا صحیح بیان ہو۔ اکثر شہادت ناموں میں واقعات رطب و یابس ہوتے ہیں۔
- دوم یہ کہ مباہلوں سے اجتناب کیا جائے۔ بسا اوقات مباہلہ گناہ میں مبتلا کرتا ہے۔ اہل بیت کی حرمت کے خلاف جو غلط باتیں گھڑی گئی ہیں اور رولانے کی نیت سے ان میں رنگ آمیزیاں کی ہیں۔ ان سب سے پرہیز ضروری ہے۔ مثلاً اہل بیت کی نسبت جزع و فزع، بے صبری نا شکلی، سر پیٹنے، بال نوچنے، منہ پر طمانچے مارنے، کپڑے پھاڑنے کی نسبت۔
- اسی طرح اپنے ملک کے جاہلانہ رسم و رواج کو ان پاک سرشتوں کی طرف نسبت کرنا یہ سب باتیں قابل ترک ہیں۔
- کپڑے رنگ کر امام کا فقیر بننا اور در بدر بھیک مانگتے پھرنا عجیب لغویت ہے۔
- ذکر شہادت کی کتابوں میں شاہ عبدالعزیز صاحب کی ”سز الشہادتیں“ اور مولانا حسن رضا خاں صاحب کی ”آئینہ قیامت“ اور حضرت صدر الافاضل مراد آبادی کی ”سوانح کربلا“ سب سے بہتر ہیں۔

- خواجہ حسن نظامی دہلوی کا محرم نامہ اغلاط سے پرہ اور مقاصد سے لبریز ہے اور تاریخوں کے ہر بیان پر جزم کر لینا بھی

غلطی ہے۔

مؤرخ واقعات کی صحت کا ذمہ دار نہیں ہوتا۔ اس کی مؤرخانہ حیثیت کا اقتضا یہی ہے کہ ایک امر کے متعلق جس قدر باتیں کہی گئی ہوں اور جتنے اقوال مل سکیں سب جمع کر دے۔ وہ صحیح ہوں یا غلط۔ مؤرخوں نے صحت و غلطی کی جانچ اور کھوٹے کھرے کا پرکھنا اپنے ذمہ نہیں لیا ہے لہذا جو باتیں احادیث سے ثابت ہیں ان کے مقابلہ میں تاریخی واقعات کا پیش کرنا عیب ہے۔

سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ

شہزادہ کوئین سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ۵ شعبان ۴ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ حضور سید عالم ﷺ نے آپ کا نام حسین اور شیر رکھا۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ لقب سبط رسول ہے۔ آپ کے برادر معظم کی طرح آپ کو بھی حضور ﷺ نے جنتی جوانوں کا سردار اور اپنا فرزند فرمایا۔ حضور ﷺ کو آپ کے ساتھ کمال الفت و محبت تھی۔ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے حسین سے محبت مجھ سے محبت ہے اور عداوت مجھ سے عداوت رکھنا ہے۔

حضور ﷺ نے دونوں فرزندوں کو اپنا پھول بھی فرمایا ہے۔ آپ کی ولادت کے ساتھ آپ کی شہادت کی خبر بھی مشہور ہو چکی تھی۔ ام الفضل کہتی ہیں ایک دفعہ میں نے امام حسین کو حضور ﷺ کی گود میں دیا تو کیا دیکھتی ہوں چشم نبوت سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ حضور ﷺ پر قربان یہ کیا حال ہے؟ فرمایا: ابھی جبریل میرے پاس آئے تھے۔ انہوں نے خبر سنائی کہ میری امت میرے اس فرزند کو شہید کرے گی اور جبریل میرے پاس حسین کے مثل کی مٹی بھی لائے تھے۔ (بیہقی)

اللہ اکبر۔ ولادت کے ساتھ خیر شہادت بھی مشہور ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ حسین بھوکے پیاسے راہِ خدا میں شہید کیے جائیں گے مگر اس کے باوجود سر کا دو عالم تو مجسم انہیں اپنے کندھوں پر اٹھاتے ہیں۔ خاکِ کربلا پر لوٹنے اور سوکھا حلق کٹوانے کے لیے اپنی آغوشِ رحمت میں تربیت فرماتے ہیں۔ خاتونِ جنت اپنے نونہال کو زمینِ کربلا میں خون بہانے کے لیے اپنا خون جگر پلاتی ہیں۔ علی المرتضیٰ اپنے نونہال کو راہِ خدا میں قربان کرنے کے لیے پال رہے ہیں۔ چشمِ نبوی خیر شہادت سن کر اشکِ بار تو ہو جاتی ہے مگر شہادت کے التوا کی دعا نہیں کی جاتی حالانکہ ان کے جنوش لب سے شہادت کا التواء ہو سکتا تھا مگر یہ خواہش حضور ﷺ کو ہے نہ علی المرتضیٰ کو اور نہ خاتونِ جنت کو۔

دعا کی جاتی ہے تو صرف یہ کہ ”اللہم! میدانِ امتحان میں حسین کو ثابت قدم رکھنا اور راہِ خدا میں گھریاں فرزند و عیال لٹانے اور مصائب و آلام کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے کا حوصلہ دینا۔“

یزید بن معاویہ وہ بدنصیب شخص ہے جس کی پیشانی پر اہل بیت کرام کے بے گناہ قتل کا سیاہ داغ ہے۔ جس پر ہر زمانہ میں دنیا نے اسلامِ ملامت کرتی رہی ہے اور شریک اس کا نام تحقیر کے ساتھ لیا جائے گا۔ یہ بد باطن و سیاہ دل تنگ خاندان ۲۵ھ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھر پیدا ہوا۔ نہایت بد صورت، بد خلق، فاسق، شرابی، بدکار، ظالم، بے ادب اور گستاخ تھا۔ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو یہ کور باطنِ باپ کی وصیتوں کو فراموش کر کے تختِ سلطنت پر بیٹھ گیا اور جس

اسلام نے جابرانہ بادشاہت اور ملوکیت کے تصور کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر کے خدا ترسی، عبادت اور خدمتِ خلق کو ایک حکمران کا معیار قرار دیا تھا۔ یزید نے اسی اسلام کے نام پر حضور سید عالم ﷺ کی سنت کی بجائے قیصر و کسریٰ کی سنت کو تازہ کر کے جابرانہ ملوکیت کو پھر سے زندہ کیا۔ اسلامی روح کو کچل کر اسے بادشاہت کا کفن پہنایا۔ حریت و جمہوریت کا گھاگھونٹ کر ظلم و استبداد اور جبر و قہر کی بنیاد پر بدترین شخصی حکومت کی عمارت کھڑی کی اور اس پر ستم یہ کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی بیعت پر مجبور کیا۔

یہ ظاہر ہے کہ اگر امام یزید کی بیعت فرمالیتے تو یزید آپ کی قدر و منزلت کرتا بلکہ آپ کو بہت سے دنیاوی فوائد بھی حاصل ہو جاتے مگر دین کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ یزید کی بدکاری کے جواز کے لیے امام کی بیعت سند بن جاتی۔ اس لیے آپ نے جان کو خطرہ میں ڈال دیا، سردے دیا مگر اسلام پر آنسو نہ آنے دی۔

امام عالی مقام نے اس موقع پر جب کہ جان کا خطرہ تھا تقیہ سے کام نہیں لیا۔ حالانکہ تقیہ کے لیے اس سے بہتر وقت اور کون سا ہو سکتا تھا؟ امام چاہتے تو بطور تقیہ وقتی طور پر بیعت کر کے سکھ چین کی زندگی بسر فرماتے مگر آپ کا وجود تو رہتی دنیا تک کے لیے روشنی کا مینار تھا۔ امام نے اپنے عمل سے یہ بتایا کہ جان دے دو مگر راہ حق میں بطور تقیہ باطل کے سامنے مت جھکو۔

کوفیوں کے خطوط:

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو بلا کیوں تشریف لے گئے؟ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ اقتدار کے خواہش مند تھے بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ اہل کوفہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ ہی میں آپ کو درخواستیں بھیج رہے تھے لیکن اس وقت آپ نے صاف انکار کر دیا تھا۔ اب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات اور یزید کی جابرانہ تخت نشینی کے بعد اہل عراق کی جماعتوں نے متفق ہو کر عرضیاں بھیجیں جن میں اپنی نیاز مندی اور جذبات و عقیدت کا اظہار تھا اور یزید کے ظلم و ستم کا تذکرہ تھا۔ جب التجاناموں کی تعداد ڈیڑھ سو کے قریب پہنچ گئی۔ تب جا کر حضرت امام نے کوفہ کا قصد فرمایا۔

یزید کی بادشاہت جبر و اکراہ پر مشتمل تھی۔ اس کی حکومت دین کے لیے خطرہ تھی اور اس پر مزید یہ کہ قوم بھی فاسق و ظالم کی بیعت پر راضی نہ تھی۔ حضرت امام حسین (جو خلافت کا استحقاق رکھتے تھے) کی خدمت میں درخواست بیعت پیش کر دی تو ایسی صورت میں امام اگر ان کی درخواست کو قبول نہ فرماتے تو امام کے پاس بارگاہ الہی میں کوفیوں کے اس مطالبہ کا کیا جواب ہوتا کہ ہم نے تو یزید کے فسق سے مجبور ہو کر اس کی بیعت کر لی ورنہ اگر امام حسین ہماری دست گیری فرماتے تو ہم ان پر جانیں فدا کرنے

کے لیے تیار تھے۔ یہ ہی مسئلہ حضرت امام کو درپیش تھا جس کا حل بجز اس کے اور کچھ نہ تھا کہ امام ان کی دعوت پر لبیک فرمائیں۔
روشنی کا مینار:

دشمن کر بلا میں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت تاریخ اسلام کی وہ خوبی و داستان ہے جو بظاہر دردِ دہالم اور بے کسی و مظلومی کا مجموعہ نظر آتی ہے مگر حقیقت میں عظمت و جلال کی آئینہ دار ہے اور اپنے اندر عبرت و موعظت کی ہزاروں دنیا میں لیے ہوئے ہے۔ کیونکہ سید الشہداء کی یہ قربانی اپنی ذات کے لیے نہ تھی بلکہ اصول و عقیدہ کے لیے ایک عظیم الشان ایثار تھا۔ استقامت حق کی مثال اور اسلام پر شمار ہونے کا ایک معیار تھا۔ یہی وجہ ہے کہ امام حسین کا یہ جہاد انسانیت کے لیے دائمی اسوۂ حسنہ بن گیا ہے اور آپ کی ذات گرامی روشنی کا مینار ہے۔

سید الشہداء نے جب دیکھا کہ اسلام اپنے گھر ہی میں یتیم ہو رہا ہے اور اس پر فسق و فجور کا ابتر غلط چھا رہا ہے حتیٰ کہ اسلام کا سب سے بڑا ادارہ اسلامی حکومت ہی دین سے بغاوت پر آمادہ ہے تو آپ نے اللہ کے دین کی اس مظلومی پر احتجاج کیا اور ظلم و جور و فسق و فجور کی طاقتوں کو لٹا کر فرمایا کہ سیدھے راستے پر چلو!

اقتدار نے جب یہ آواز حق سنی تو اس کی پیشانی پر بل آگئے اور باطل کے پرستاروں نے ظلم و تشدد سے اس آواز حق کو دبانا چاہا۔ سید الشہداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چاہے کچھ بھی ہو۔ اہل و عیال، مال و منال حتیٰ کہ اپنی جان کی قربانی منظور ہے مگر دین کی بربادی نامنظور۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

بے خطر کو د پڑا آتشِ نمرود میں عشق عقل ہے محو تماشا ہے لب بام ابھی شہید حق نے حق کی حمایت و نصرت کے لیے جان کی بازی لگا دی۔ آپ نے پھول کی بجائے کانٹوں پر چلنا پسند کیا مگر حق پر آنچ نہ آنے دی۔

پرچم حق سر بلند ہوا اور سید الشہداء نے اس شمع کو گل ہونے سے بچا لیا جسے فسق و فجور کی طاقت گل کر دینا چاہتی تھی۔
سر داد نہ داد دست در دست یزید حق کہ بنائے لا الہ است حسین
آؤ اہم بھی رفتائے حسین کی طرح حق و صداقت کی خاطر سید الشہداء کا نقش قدم تلاش کریں۔ اس لیے کہ آج اسلام کو پھر انہیں زنجیروں میں جکڑا جا رہا ہے اور اسلام زندہ ہونے کے لیے ایک نئی کر بلا کا طلب گار ہے۔

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کر بلا کے بعد

اظہارِ غم کے طریقے:

شک نہیں کہ سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے اہل بیت نے صبر و رضا کا وہ امتحان دیا جس نے دنیا کو حیرت

میں ڈال دیا۔ راجہ میں وہ مصیبتیں اٹھائیں جن کے تصور سے نیاز مندوں کے دل کانپ جاتے ہیں۔ ہر آنکھ اس واقعہ پر خون کے آنسو بہاتی ہے اور ہر دل محرم کے آتے ہی مغموم ہو جاتا ہے۔ یہ تو ہم نیاز مندوں کی کیفیت ہے۔ خود حضور سرورِ عالم ﷺ کو امام کی شہادت سے جو صدمہ پہنچا اور قلبِ مبارک کو جو رنج ہوا وہ اندازہ اور قیاس سے باہر ہے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایک روز دو پہر کو حضور ﷺ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا۔ دیکھا کہ منبلِ معتمر گیسوئے معطر کے بال بکھرے ہوئے اور غبارِ آلودہاں۔ دستِ اقدس میں ایک خون بھرا شیشہ ہے۔ یہ حال دیکھ کر دل بے چین ہو گیا۔ عرض کی آقا! میں آپ پر جان قربان جاؤں۔ یہ کیا ہے؟ فرمایا حسین اور ان کے رفیقوں کا خون۔ میں آج صبح سے اسے اٹھا رہا ہوں۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ تاریخ اور وقت یاد رکھا۔ جب خبر آئی تو معلوم ہوا کہ حضرت امام حسین ﷺ اسی وقت شہید ہوئے تھے۔ (نیکی)

حضرت ام سلمیٰ کہتی ہیں میں نے سید عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ ریشِ مبارک پر گرد و غبار ہے۔ عرض کیا جان کنیزاں! تارِ توباد۔ سرکار کا کیا حال ہے فرمایا ابھی حسین کے قتل میں گیا تھا۔

پھر رنج کرنے والوں سے انسان ہی نہیں بلکہ سارا عالم اس حادثہ جانکاہ سے متاثر ہے۔ صحیح روایات سے ثابت ہے کہ جس روز امام شہید ہوئے تو آسمان سے خون برسا۔ پانی کے مٹکے خون سے بھرے ہوئے پائے گئے۔ پتھروں کے نیچے تازہ خون پایا گیا۔ شہادت کے بعد تین روز کا دل اندھیرا رہا۔ سات روز تک آسمان سے خون برسا جس کے اثر سے دیواریں، عمارتیں رنگیں ہو گئیں اور جو کچھ اس خون سے رنگین ہوا اُس کی سرفی پڑے پڑے ہونے تک نہ گئی۔ (ابو نعیم، بیہقی)

غرضیکہ تیرہ سو برس گزر گئے مگر خونِ حسین کی رنگینی میں فرق نہیں آیا ہے۔ وہ تو کوئی شقی ازلی ہی ہوگا جو شہادتِ حسین ﷺ پر خوشی منائے گا اور یزید کے جبر و استبداد کی داستان سن کر اس کا دل مضطرب و پریشان نہ مگر اظہارِ غم کے کچھ قواعد و ضوابط ہیں اور یہ قواعد وہی ہیں جو سید الشہداء کی بے مثال قربانی، صبر و استقلال اور استقامت علی الحق سے اخذ ہوتے ہیں۔

ہم اہل سنت و جماعت اہل بیت کو ایمان کی جان سمجھتے ہیں۔ ہماری آنکھیں بھی واقعاتِ شہادت کو سن کر روتی ہیں دل بے قرار ہو جاتا ہے لیکن ہم اظہارِ رنج و غم کے ان طریقوں کو نہیں اختیار کرتے جو زمانہ جاہلیت میں مروج تھے اور جن سے خود سید الشہداء ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ ہم شہادتِ امام سے حق و صداقت اور استقامت علی الحق کا سبق حاصل کرتے ہیں اور یہ کوشش کرتے ہیں کہ اسودہ حسینی کو اپنائیں اور طاغوتی طاقتوں کے خلاف آواز اٹھا کر سنتِ حسینی کو زندہ کریں۔

ترمذی کی حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور سرورِ دو عالم نورِ مجسم ﷺ باہر تشریف لائے اور دو شبِ اقدس پر امام حسن

جلوہ گلن تھے۔ صحابہ نے عرض کیا ﴿نعم المرکب﴾ ہذا کچھ سواری کیا اچھی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ بھی کہو کہ ﴿نعم الراكب﴾ ہذا کچھ سواری بھی بڑی عظمت والا ہے۔

جب گلشن سیدہ میں پہلے پھول سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کھلے تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اس پھول کو زرد کپڑے میں لپیٹ کر آغوش سرور عالم ﷺ میں دیا۔ آپ نے فرمایا زرد کپڑے میں ان کو نہ لپیٹا کرو فوراً سفید کپڑا تبدیل کر دیا۔ حضور ﷺ نے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی۔ فرمایا: علی اس نو نہال کا کیا نام رکھا؟ عرض کی سرکار! آپ کے ہوتے ہوئے کیا نام رکھیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے بھی وحی کا انتظار ہے۔

اتنے میں ملکوتیوں کا سردار مقربین کا شہنشاہ جبریل علیہ السلام ایک پارچہ ریشمی پر آپ کا نام منقش لائے اور زمین اوب چوم کر عرض کی۔ سرکار! گلشنِ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اس پھول کا نام سیدنا ہارون علیہ السلام کے صاحبزادوں کے نام پر رکھئے۔ چنانچہ اس مقدس پھول کا نام حسن (رضی اللہ عنہ) رکھا گیا۔

ہم شکل نبی:

یہ عجب خصوصیت تھی کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سینے سے لے کر سر تک اور سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ پاؤں سے لے کر سینہ تک بالکل حضور سرور کائنات ﷺ کے مشابہ تھے۔ خود صحابہ کرام کا بیان ہے کہ جب آنکھیں سید المرسلین ﷺ کے لیے ترس جاتیں تو ہم حسن و حسین کو دیکھ کر اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کر لیتے تھے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے خوب فرمایا ہے۔

معدوم نہ تھا سایہ شاہِ ثقلین
تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کیے
اس نور کی جلوہ گاہ تھی ذاتِ حسین
آدھے سے حسن بنے آدھے سے حسین
شہزادہ گلگونِ قبا صہیدِ خنجر جو رفا۔ امام حسین سید الشہداء کی ولادت باسعادت 5 شعبان المعظم 4ھ میں ہوئی۔ جب آپ نے بُرجِ فاطمہ سے نزولِ اجلال فرمایا تو جبریل امین جہنیتِ ولادت کے ساتھ تعزیت بھی لائے۔ اس وقت حضور سرور عالم ﷺ امام حسین کے گلوئے نازنین کو چوم رہے تھے۔ جبریل نے عرض کی۔ سرکار! اسی بوسہ گاہ پر خنجر چلے گا اور یہ گلِ نبوت راہِ خدا میں شہید ہوگا۔

● ایک مرتبہ حضور ﷺ ایک گلی سے گزرے۔ ملاحظہ فرمایا کہ بچے کھیل رہے ہیں۔ آپ نے ایک بچہ کو گود میں لے کر پیار کیا۔ صحابہ نے عرض کی حضور اس بچہ میں کیا خصوصیت ہے؟ فرمایا ایک دن میں نے اس بچہ کو اپنے تختِ جگر نورِ نظر حسین کی خاکِ پاؤں کو آنکھوں سے لگاتے دیکھا تھا۔ اس لیے اس بچہ سے مجھے خاص محبت ہے۔ میں اس کی اور اس کے

والدین کی شفاعت فرمائیں گا۔

● ایک مرتبہ دونوں پھول باہم کشتی کر رہے تھے اور حضور دونوں کی کشتی کا منظر دیکھ رہے تھے۔ آپ بوقتِ ملاحظہ یہ فرماتے جا رہے تھے: حسین! حسن کو اس طرح پکڑو۔ سیدہ فاطمہ عقیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی۔ حضور! آپ حسین سے فرما رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا حسین سے جبریل یہی کہہ رہے ہیں۔

● ایک بدوی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ ایک ہرن کا بچہ نڈر کیا۔ اتنے میں شہزادہ حسن تشریف لائے اور ہرن کا بچہ لے گئے۔ شہزادہ حسین رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کہاں سے لائے ہو؟ کہا نا جانان نے دیا ہے۔ امام حسین بھی ہرن کا بچہ لینے کے لیے خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے اور ضد کرنے لگے۔ آپ نے بہت بہلایا مگر نہ مانے۔ قریب تھا کہ امام کی آنکھوں میں آنسو آجائیں کہ ناگاہ ایک ہرنی اپنے ساتھ ایک بچہ لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا۔ سرکار! میرا ایک بچہ تو بدوی نے حاضر کر دیا ہے۔ دوسرا بچہ حسین کے لیے لائی ہوں۔ شہزادہ حسین اس کو چاہتے تھے نا!

● ایک دن چھوٹے شہزادے حسین رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز آئی۔ حضور ﷺ فوراً سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے۔ فرمایا: بیٹی! انہیں رلایا نہ کرو۔ ان کے رونے سے میرے دل کو صدمہ پہنچتا ہے۔

● ایک دفعہ دونوں شہزادوں نے تختیاں لکھیں اور حضور ﷺ کے پاس آ کے کہنے لگے۔ نا نا جان بتائیے کس کا خط اچھا ہے؟ آپ نے اس خیال سے کہ کسی کو رنج نہ ہو خود فیصلہ نہ فرمایا۔ ان کو حضرت علی کے پاس بھیج دیا۔ حضرت علی نے بھی اسی خیال سے سیدہ فاطمہ کے پاس بھیج دیا۔ سیدہ نے فرمایا بیٹا میں خط کی بھلائی برائی کیا بتاؤں۔ یہ سات موتی ہیں۔ انہیں میں زمین پر رکھتی ہوں۔ جو زیادہ اٹھالے اسی کا خط اچھا ہے۔ دونوں نے تین تین موتی اٹھا لیے۔ قریب تھا کہ ایک بھائی چوتھا موتی بھی اٹھالے کہ ناگاہ جبریل امین نے حاضر ہو کر موتی کے دو ٹکڑے کر دیئے اور آدھا آدھا موتی دونوں کے حصہ میں آ گیا۔

جب اس واقعہ کی اطلاع حضور ﷺ کو ہوئی تو فرمایا: ”اللہ اکبر! اللہ کو آج ان پھولوں کی اتنی سی رنجیدگی بھی نامنظور ہے اور ایک دن وہ ہوگا کہ بھوکے پیاسے غریب الوطن زخموں سے چوڑ میدان کر بلا کی تپتی ہوئی زمین پر حتیٰ کی خاطر اپنے حلقوم پر خنجر چلوائیں گے اور اسلام کی ڈھونڈی ہوئی کشتی کو بچائیں گے۔“



﴿تمام اہل اسلام کو نیا اسلامی سال ۱۴۳۳ھ مبارک ہو﴾



یہ سحر جو کبھی فردا ہے کبھی ہے امروز
 نہیں معلوم ہوتی ہے کہاں سے پیدا
 وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبتان وجود
 ہوتی ہے بندہ مومن کی اذان سے پیدا
 مدینہ کے افق سے بہت دور سورج چلتے چلتے رک گیا۔ سپیدہ سحر کے انتظار میں اہل مدینہ کی آنکھیں پتھرائ گئیں۔
 لوگ حیران و پریشان بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔
 یا رسول اللہ! آج کی رات کتنی طویل ہو گئی ہے۔ تہجد کی نماز ادا کرنے والے کب سے اپنے معمولات سے فارغ ہو
 چکے، بچے کئی کئی بار سو کر جاگے اور جاگ جاگ کر سوئے لیکن رات ہے کہ ختم ہونے کو نہیں آتی۔
 لوگ عرض مدعا کرتے رہے تھے کہ آسمان کا دروازہ کھلا۔ پروں کی آواز فضا میں گونجی۔ پلک جھپکنے پر جبریل امین
 سامنے کھڑے تھے۔
 یا رسول اللہ! عرش کے سب سے اونچے کنگرے پر ایک فرشتہ مقرر ہے۔ جس کے قبضہ میں سورج کی باگ ڈور ہے۔
 حضرت بلال کی آواز سن کر وہ مدینہ کے افق پر سورج کو آگے بڑھنے کی اجازت دیتا ہے۔ آج وہ اب تک انتظار میں ہے تا
 ہنوز مدینہ سے اذان کی آواز عرش تک نہیں پہنچی ہے۔
 ارشاد فرمایا: اذان تو ہو گئی۔ البتہ بلال نے اذان نہیں دی ہے۔ کچھ لوگوں کی درخواست پر آج سے ایک خوش الحان
 موزن مقرر کیا گیا ہے۔
 جبریل نے عرض کیا: دل کے عشق و اخلاص کی جس گہرائی میں اتر کر حضرت بلال اذان دیتے ہیں یہ انہی کا حصہ ہے۔
 یہی وجہ ہے کہ عرش تک پہنچنے کی پرواز سوائے ان کی آواز کے اور کسی کو اب تک حاصل نہیں ہو سکی ہے اس لئے جب تک وہ
 اذان نہیں دیں گے مدینہ کے افق پر سحر کا اجالا نہیں پھیل سکے گا۔

حضرت روح الامین کی درخواست پر حضرت بلال کو اذان کہنے کا حکم دیا گیا۔ جو نئی اذان کے کلمات فضا میں گونجنے رات کی سیاہی چھٹنے لگی اور دیکھتے دیکھتے ہر طرف صبح کا اُجالا پھیل گیا۔

اس دن ہر ایک پر یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو گئی کہ عشق رسالت ﷺ نے حضرت بلال کا مقام کتنا اونچا کر دیا ہے اور فیضانِ نبوت کے بل پر ایک نحیف و نزار غلام کی آواز میں کس قیامت کی توانائی پیدا ہو گئی ہے۔

حضرت بلال کے جگر میں عشق کے سوز و گداز کا وہ درد ناک منظر تاریخ کبھی فراموش نہ کر سکے گی جب جانِ عالم ﷺ نے ظاہری دنیا سے پردہ فرمالیا تو حضرت بلال کے شوق کی دنیا اجڑ گئی۔ ہمیشہ کے لئے زندگی کی امنگوں کا خاتمہ ہو گیا۔ دیوانہ وار مدینے کی گلیوں میں راستہ چلنے والوں سے اپنے محبوب کا پتہ پوچھتے پھرتے۔ عہد رسالت کے بیتے ہوئے دن یا د آجاتے تو آنکھوں سے خون حسرت ٹپکنے لگتا۔ کبھی کبھی ان کی رقت انگیز آہ و فغاں سے اہل مدینہ کے دل مل جاتے۔ بالآخر ہجر و فراق کا صدمہ تاب ضبط سے باہر ہو گیا۔ ایک دن سو گوار اٹھے اور ملکِ شام کی طرف چلے گئے اور حلب میں سکونت اختیار کر لی۔

ایک دن ذرا سی آنکھ لگی تھی کہ قسمت بیدار نے انہیں آواز دی۔ پلٹ کر دیکھا تو طلعتِ زیبائے رسول ﷺ سے سارا گھر منور تھا۔ چہرہ انور سے تجلیات کی کرن پھوٹ رہی تھی۔

ارشاد فرمایا: بلال! اتم ہمیں نچھوڑ کر چلے گئے۔ کیا تمہارے دل میں کبھی ہماری ملاقات کا شوق پیدا نہیں ہوتا۔ خواب سے اٹھے تو ان پر ایک عجیب رقت انگیز کیفیت طاری تھی۔ آنکھیں اشکبار تھیں اور زبان پر لبیک یا سیدی کا نعرہ تھا۔ اسی وقت افتاب و خیراں مدینے کی طرف چل پڑے۔ جذبہ شوق کے اضطراب میں شب و روز چلتے رہے۔ مدینہ جب قریب آ گیا تو دل کا حال قابو سے باہر ہو گیا۔ پہاڑوں، صحراؤں اور وادیوں سے پتے دور کی بہت سی یادیں وابستہ تھیں جو ایک ایک کر کے حافظے میں تازہ ہونے لگیں۔ چند قدم اور کچھ آگے بڑھے تو سامنے مدینہ چمک رہا تھا۔ اچانک سیلاب کا بند ٹوٹ گیا۔ شدتِ غم سے کلیجہ پھٹنے لگا۔ بے ساختہ منہ سے ایک چیخ نکلی اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔

کچھ دیر کے بعد سکون ہوا تو اٹھے۔ دیوانہ وار زار و قطار روتے ہوئے مدینے میں داخل ہوئے۔ انہیں دیکھتے ہی اہل مدینہ میں ایک شور ماتم بلند ہوا۔ چاروں طرف سے جاں فسادوں میں بھیڑ لگ گئی۔ پھر وہ عالمِ حاطہ تحریر سے باہر ہے جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اپنے محبوب کے روضہ اقدس پر حاضر ہوئے، روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔ غم سے سینہ دھکنے لگا۔ تربتِ انور کے سامنے پہنچتے ہی ضبط کا پیمانہ چھلک اٹھا۔ چیخ مار کر زمین پر گرے اور بے ہوش ہو گئے۔

اسی عالم میں لوگ انہیں اٹھا کر لے گئے۔ کافی دیر کے بعد ہوش آیا تو کئی دن ”یا محمد“ کا نعرہ بلند کرتے رہے۔ جب

تک مدینے میں رہے عشق و محبت کی دنیا اٹھل پھل ہوتی رہی۔ ایک دن لوگوں نے اذان کے لئے اصرار کیا تو آنکھیں ڈبڈبا آئیں فرمایا! وہ زمانہ پلٹا لاؤ۔ جب میرے سرکار ﷺ مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور میں شہادت کی انگلیوں سے ان کی طرف اشارہ کرتا تھا۔

یہ جواب سن کر لوگ مایوس ہو گئے تو شہزادہ رسول سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ لوگوں کو یقین تھا کہ شہزادہ رسول کی بات حضرت بلال کبھی نہیں ٹالیں گے۔ بالآخر سیدنا امام عالی مقام کے اصرار پر حضرت بلال اذان دینے کے لئے تیار ہو گئے۔

جس وقت مینار پر کھڑے ہو کر انہوں نے اللہ اکبر کہا تو سارے مدینہ میں ایک کھرام مچ گیا۔ لوگوں کے دل دہل گئے۔ آہ و فغاں سے ہر گھر میں قیامت کا منظر برپا ہو گیا۔ پردہ نشین عورتیں جذبہ بے خودی میں گھروں سے باہر نکل آئیں۔ کسن بچے اپنے والدین سے پوچھنے لگے کہ حضرت بلال تو آگئے ہمارے آقا ﷺ کب تشریف لائیں گئے؟ اذان دیتے ہوئے حضرت بلال جب کلمہ شہادت پر پہنچے تو حالت غیر ہو گئی۔ حسب عادت انگلیوں کا اشارہ کرنے کے لئے نگاہ محن مسجد کی طرف اٹھ گئی۔

حضرت بلال کی یہ پہلی اذان تھی جب حضور ﷺ کا چہرہ انور سامنے نہیں تھا۔ ایک عاشق دل کیہ اس دردناک حالت کی تاب نہ لا سکا۔ فضا میں ایک چیخ بلند ہوئی اور حضرت بلال بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ پھر مدینے میں ایک شور و محشر برپا ہوا۔ عشق کی دہلی ہوئی چگاری جاگ اٹھی پھر ہجر رسول کا غم سینوں میں تازہ ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد بہت دنوں تک اہل مدینہ کی پلکیں بھٹکیں۔ حضرت بلال جب تک مدینے میں رہے دل کا زخم رستار ہا۔ غم فراق ضبط نہیں ہو سکا تو کچھ دنوں کے بعد پھر ملک شام کی طرف روانہ ہو گئے۔

آہ! کتنی رقت انگیز کہانی ہے ایک حبشی نژاد غلام کی۔ جس کے تن کی سیاہی غلاف کعبہ میں جذب ہو گئی اور جس کے دل کا نور عرش کی قدیل نے مستعار لیا۔ جو اپنے نسب کے اعتبار سے غلام تھا لیکن حسبِ ملت اسلام کا آقا کہلایا۔ اے خوش نصیب! کہ عشق رسالت کے فیضان نے ایک غبارِ مٹ کو کائنات کے دل کی دھڑکن بنا دیا۔

﴿رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه عنا﴾



۔ سب جمع ہوں مسجد کے میناروں سے اذان دو

ہے وقتِ عمل قوم کو ”شمشیر و سناں“ دو

قادیانیت کی حقیقت
طاہر منصور خان، سابق قادیانی کی زبانی

میرا نام طاہر منصور خاں ہے اور میں پیدا آئشی قادیانی تھا اور ایک کٹر قادیانی گھرانے سے میرا تعلق تھا۔ والدہ دونوں کی طرف سے سلا قادیانی تھا۔

میری فیملی انصار میں ٹیکنالوجی ہے۔ اسلام آباد میں ہوتا ہوں۔ میں کئی اہم عہدوں پر قادیانی جماعت میں فائز رہا ہوں اور کام کرتا رہا ہوں۔ ان میں خدام الاحمدیہ کے عہدے ہیں، امور عامہ کے ہیں، تبلیغ کے ہیں، تربیت کے ہیں اور ایسوسی ایشن آف کمپیوٹر ریفرنڈم کا بھی میں ہیڈ رہا ہوں۔

اس کے علاوہ خاص بات یہ ہے کہ سعودی عرب میں قادیانی جماعت کا میں حج کے موقع پر امام تھا اور وہاں پر جتنی بھی چھپ کر انڈر گراؤنڈ ایکٹیویٹیز (سرگرمیاں) کی جاتی ہیں اس کو میں ہیڈ کرتا تھا اور وہاں سے پہلی مرتبہ نبی پاک ﷺ کے روضہ مبارک پر حاضر ہوا۔

وہاں سے میرے دل میں یہ خیال آیا کہ میں جب اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں گا تو میں کیا جواب دوں گا کہ میں کس امت کا ماننے والا ہوں؟ وہاں سے یہ بیج میرے ذہن میں بویا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کا نور میرے دل میں ڈالا کہ یہ قادیانیت و جمل ہے، کفر ہے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ یہ بارہ سال پرانی بات ہے۔ اس کے بعد میں نے تحقیق شروع کی اور بہت سی چیزیں میرے سامنے کھل کر آتی گئیں۔

خاص طور پر اُس وقت میرے سامنے یہ دجل اور قریب صحیح طرح کھلا جب میرا عقد چناب نگر کے ایک قادیانی گھرانے میں ہوا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے ان (قادیانیوں) کے جوا کا برین ہیں یہاں چناب نگر میں ان کو دیکھا اور بہت قریب سے ان کو جانا۔ تو میں اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ صرف اور صرف ایک فیمیلی بزنس ہے اور یہ عیاش و مکار ملک دشمن اور اسلام دشمن لوگوں کا ٹولہ ہے اور یہ کہنے میں مجھے کوئی شک نہیں ہے۔

میں سو فیصد یقین کے ساتھ یہ بات کہہ رہا ہوں کہ یہاں چناب نگر میں اسٹیٹ وڈ این اسٹیٹ (ریاست میں ریاست) بنی ہوئی ہے۔ جہاں یہ پاکستان کا قانون نہیں چلتا۔ ان کی اپنی سیکورٹی ہے۔ وہ کسی قانون کو نہیں مانتے اور ان کی اپنی عدالتیں ہیں۔

بہت سے ایسے قادیانی ہیں جو کہ یہاں پر بھی اور دنیا بھر میں اس وقت بہت پسے اور دبے ہوئے ہیں۔ وہ عدالتوں میں نہیں جاسکتے، کورٹ میں نہیں جاسکتے۔ انہیں جانے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر کوئی آواز بھی اٹھاتا ہے تو اس کو یا تو دبا دیا جاتا ہے یا اس کے خاندان میں اس کے گھر کے اندر اس کے والدین کو یا بچوں کو ہر کسی کے ساتھ ظلم کیا جاتا ہے۔ یوں اس طرح سے سوشلی (معاشرتی طور پر) جکڑ لیا جاتا ہے کہ وہ اس سے باہر نہ نکل سکے۔

یہاں تک کہ اب چناب نگر میں جیسے کہ پچھلے چند ماہ میں آپ نے دیکھا ہو گا کہ دو ٹارگٹ کلنگز بھی ہو چکی ہیں اور جو کوئی ان کے خلاف آواز اٹھاتا ہے وہ اس کو دبانے کی یہاں تک کوشش کرتے ہیں کہ وہ اس کو ختم بھی کر دیتے ہیں۔

جہاں تک میرا ذاتی تعلق ہے میری والدہ نے بھی الحمد للہ 27 رمضان المبارک کو 65 سال کی عمر میں اس سال اسلام قبول کر لیا ہے۔ میرے اپنے گئے بھائی کی طرف سے مجھے یہ پیغام دیا گیا کہ آپ قادیانی خلیفہ مرزا مسرور سے معافی مانگیں اور آپ کہیں کہ میرا مسلمانوں سے ختم نبوت سے کوئی تعلق نہیں۔

میرے دو بچے ہیں۔ ایک بیٹی سیرا طاہرہ اور ساڑھے پانچ سال کا بیٹا یاسر ہے جو کہ پچھلے 9 ماہ سے چناب نگر میں موجود ہیں۔ وہ قید ہیں اور مجھے ان سے ملنے نہیں دیا گیا ہے اور نہ ہی میری ان سے بات کرائی گئی ہے۔ مجھے یہ پیغام دے دیا گیا ہے کہ تم چونکہ مسلمان ہو گئے ہو اس لئے تم دہشت گرد ہو اور مولویوں کے ساتھ مل گئے ہو۔ اس لئے یہ بچے اب جماعت کے ہیں اور ان کو ہم اپنا مربی اور واقف بنا نہیں گے اور یہ اب مسلمان نہیں بنیں گے۔ ہم ان کو مسلمان نہیں بننے دیں گے۔ اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ چناب نگر میں پاکستان کا قانون نہیں چلتا ہے۔

مجھے یہ پیغام دیے گئے کہ آپ مرزا مسرور سے معافی مانگیں۔ شاید اُس کے دل میں کوئی رحم آجائے اور وہ آپ کے بچوں سے آپ کی ملاقات کروادے۔ آپ ان کی سوچ کا اس سے اندازہ لگائیں۔

الحمد للہ! جس دن سے میں مسلمان ہوا ہوں اُس دن سے آج تک ہر آنے والا دن میرے ایمان میں ترقی کا باعث بنا ہے میں اس بات پر انتہائی خوش ہوں کہ صرف پاکستان کے چار پانچ لاکھ قادیانی جن کو اپنی طاقت پر گھمنڈ ہے ان کو میں نے چھوڑا ہے مگر اس وقت مسلم امہ کا ایک حصہ ہوں۔ جس کے سامنے قادیانیت کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتی۔ میں نے اپنی آنکھوں سے وہ ماحول دیکھا جو انصار و مہاجرین کے صحابہ کرام نے دیکھا تھا کہ تمام مسلمانوں کے دل اور گھر کے دروازے میرے لئے کھلے ہیں تو اس سے بڑی اور کیا سعادت ہوگی؟

میں تمام قادیانیوں کو اور جو بھی مرزا غلام احمد کے ماننے والے ہیں خواہ وہ خود کو لاہوری کہتے ہیں یا اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں۔ ان کو اسلام میں آنے کی دعوت دیتا ہوں۔

اسلام اور حق کی طرف لائیں تاکہ ہم انہیں جہنم کے عذاب سے بچا سکیں۔

دوبارہ میں آپ سب سے دعا کی درخواست کروں گا کہ آپ مجھے اور میرے بچوں کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔
 ”ثبوت حاضر ہیں“ نامی کتاب نے بھی مجھے یہ فیصلہ کرنے کی طرف آمادہ کیا ہے کیونکہ وہی تمام کتابیں اور وہی لٹریچر
 ہمارے گھروں میں موجود تھا۔ مگر ہم نے کبھی اٹھا کر نہیں دیکھا تھا کیونکہ ہمیں سلیکٹو (منتخب شدہ) سٹڈی کروائی جاتی تھی۔
 جب میں کفر کی زندگی میں تھا تو ہم کہیں پر بھی ختم نبوت کا لفظ لکھا ہوا دیکھتے تو ہم اس جگہ سے نہیں گذرتے تھے۔ میں کبھی
 مسجد کے قریب سے نہیں گذرتا تھا کیونکہ ہمیں بتایا جاتا تھا کہ مسجد میں ٹیرارسٹ (دہشت گرد) ہوتے ہیں۔

الحمد للہ! میں نے اپنی اسلام کی قبولیت سے پہلے مساجد میں جا کر چھپ کے دیکھنا شروع کیا اور مجھے ہر جگہ یہ
 قادیانیت کا دجل اور جھوٹ واضح ہو گیا کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ کیونکہ مساجد خدا کی عبادت کرنے والے خوبصورت
 پیارے مسلمانوں سے بھری ہوئی ہیں اور تمام مسلمان پُر امن ہیں۔ سارے الحمد للہ! پُر امن پیار کرنے والے اور محبت
 کرنے والے لوگ ہیں۔ جو میں نے ماحول پایا ہے اسلام میں آکر وہ ماحول مجھے پہلے بالکل میسر نہیں تھا۔
 میرے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے استقامت دے اور میری وجہ سے اور بہت سے لوگوں کو اور نوجوانوں کو

قادیانیت سے اسلام کے نور کی طرف پلٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین



شاہ کربلا (رضی اللہ عنہ)

حسان العصر، حافظ محمد مظہر الدین (رحمۃ اللہ علیہ)

مجھے فریب نہ دے کوئی شمر، کوئی یزید
 لگا کر نعرہ حق، توڑ کر سرِ باطل
 نصیب ہو گا مجھے شاہ کربلا کا جمال
 خدا نے خوب لعینوں سے انتقام لیا
 میرے لیے تو ہے قرآنِ امامؑ کا چہرہ
 تھا قدسیوں کی زباں پر بھی دروِصل علیؑ

کہ میرے پیش نظر ہے حسینؑ کی تقلید
 حسینؑ نے ہمیں سمجھائے معنی توحید
 سنا ہے حشر کے دن جمع ہوں گے ہیر و مرید
 جہاں میں بن گیا دشنام، نامِ شمر و یزید
 کھلی ہوئی ہے میرے سامنے کتابِ مجید
 حسینؑ جب ہوئے میدانِ کربلا میں شہید

☆ (رحمۃ اللہ علیہ)



تاریخ اسلام میں کتنے ہی جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہوئے مگر وہ جلد اپنے کفر کردار کو پہنچ گئے۔ لیکن بیسویں صدی عیسوی کے آغاز میں برطانوی سامراج کے سائے میں پیدا ہونے والے جھوٹے نبی مرزا غلام قادیانی کا فتنہ ایک صدی گزرنے کے باوجود بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ ضرورت ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کے دلائل کے ساتھ مسلمانوں کو مرزا قادیانی کے غلط نظریات و کفریات سے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ مرزائی جماعت سے خود کو دور رکھیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے چند کفریات:

یہاں مناسب ہے کہ دورِ حاضر کے فتنہ عظمیٰ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے وہ کفریات بھی اختصاراً نقل کر دیے جائیں جو اس فتنہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کے قلم سے نکلے ہیں اور امت مسلمہ آج تک ان کی وجہ سے مبتلائے کرب ہے۔ مرزائی گروہ صرف اسی لئے کافر و مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں کہ وہ ختم نبوت کے منکر ہیں بلکہ ان کے نظریات اللہ اور اس کے رسول ﷺ و دیگر انبیاء اور صحابہ و اہل بیت عظام کے بارے میں اس قدر گھٹاؤ نے اور غلط ہیں کہ کفر کے طور پر مار کھڑے ہو گئے ہیں۔ چند مثالیں لکھی جاتی ہیں۔

☆ اللہ رب العزت کی توہین:

- مرزا غلام احمد قادیانی اپنے خود ساختہ عربی الہامات میں لکھتا ہے کہ اللہ نے اسے فرمایا ﴿انت من ماننا وهم من فسل﴾ اے مرزا! تم ہمارے پانی سے ہو اور دوسرے لوگ چمکے سے ہیں۔ (اشتبہار مبطلہ، ص: 45/روحانی خزائن: 11)
- مرزا قادیانی خود کو اللہ کے پانی سے قرار دے رہا ہے۔ اسی لئے اس نے اس نے دوسرا الہام یہ بھی لکھا ﴿انت منی بمنزلہ ولدی﴾ تم میرے لئے میرے بیٹے کی طرح ہو۔ (حقیقۃ الوحی، باب: 4، ص: 89/روحانی خزائن: 22)
- گویا مرزا نے پہلے اللہ کے لئے بیٹا مانا پھر خود کو اس کی طرح قرار دیا۔ اس سے بڑھ کر اللہ کی گستاخی کیا ہو سکتی ہے؟
- ﴿انت منی بمنزلہ اولادی﴾ اے مرزا! تو میرے لئے میری اولاد کی طرح ہے۔ (تمہ حقیقۃ الوحی، باب: 2، ص: 581/روحانی خزائن: 23)

اس خود ساختہ الہام میں مرزا نے اللہ کے لئے بہت سی اولاد مان لی ہے اس کے بعد خود کو ان کے مشابہ قرار دیا ہے۔ جب اللہ کے لئے ایک بیٹا ماننا قرآن کی روشنی میں اتنا عظیم کفر ہے تو بہت سی اولاد ماننا کس قدر کفر ہے یہ سوچا جاسکتا ہے۔ پھر کہتا ہے کہ ● میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کر لیا کہ وہی ہوں۔ پھر میں نے دیکھا کہ اللہ کی روح مجھ پر محیط ہو گئی..... الوہیت میری رگوں اور پٹھوں میں سرایت کر گئی..... میں اس وقت یقین کرتا تھا کہ میرے اعضاء میرے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اعضاء ہیں۔ (کتاب البریہ ص: 104 / روحانی خزائن: 13)

مرزا غلام احمد قادیانی کو اس بات سے بہت چڑ ہے کہ اللہ رب العزت کسی سے بصورت وحی کلام نہیں فرمائے گا کیونکہ باب نبوت بند ہو چکا ہے۔ وہ اس چڑ میں اللہ کی توہین کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ ● کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ اس زمانے میں خدا استخار تو ہے مگر بولتا نہیں پھر سوال ہوگا کہ بولتا کیوں نہیں؟ کیا زبان پر کوئی عرض لاحق ہو گئی ہے؟ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، صفحہ: 312 / روحانی خزائن: 21)

مرزا غلام قادیانی کا ایک مرید اس کی تعریف میں لکھتا ہے کہ ● حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ میں رجولیت کی قوت (قوت مردی) کا اظہار فرمایا تھا۔ سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔ (اسلامی قربانی ٹریکٹ، صفحہ: 34، قاضی یار محمد قادیانی)

یہ وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ بسا اوقات شیطان اپنے زیر اثر لوگوں پہ الہام ڈالتا ہے اور اسے اللہ کی طرف منسوب کرتا ہے جیسے قرآن میں ہے ﴿وَإِنَّ الشَّيْطَانَ لِرَبِّهِمْ لَكَاؤُفٌ مُّخْتَلِفٌ﴾ اور بے شک شیاطین اپنے دوستوں کی طرف الہام کرتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑیں اور اگر تم ان کی بات مانو تو تم مشرک ہو۔ (سورۃ انفعاۃ 121) ممکن ہے مرزا میں قوت مردی کا اظہار کرنے والا ابلیس ذریت میں سے کوئی ہو جسے مرزا نے غلطی سے اللہ کی طرف منسوب کر دیا۔ (معاذ اللہ)

☆ انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین:

● میں آدم ہوں میں نوح ہوں۔ مجھے خدا تعالیٰ نے تمام انبیاء کا مظہر قرار دیا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ میں آدم ہوں میں شیث ہوں میں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں میں اسحاق ہوں میں اسماعیل ہوں میں یعقوب ہوں میں یوسف ہوں میں موسیٰ ہوں میں داؤد ہوں میں عیسیٰ ہوں اور ظلی طور پر میں محمد و احمد ہوں۔ (ہقیقۃ الوحی ص: 176 / روحانی خزائن: 22)

کس قدر بیباکی ہے اس شخص کی کہ خود کو تمام انبیاء کے کمالات کا جامع بتا رہا ہے۔ اسی کتاب میں وہ دوبارہ لکھتا ہے کہ ● دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا مجھے نام نہیں دیا گیا ہے تو میں آدم ہوں میں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں میں اسحاق ہوں میں یعقوب ہوں میں اسماعیل ہوں میں موسیٰ ہوں میں داؤد ہوں میں عیسیٰ ابن مریم ہوں میں محمد ﷺ ہوں یعنی بروز ی طور پر۔ (تہذیب الوحی، ص: 521/روحانی خزائن 22)

● مرزا قادیانی کا خود ساختہ الہام ہے کہ ”آسمان سے کئی تخت اترے مگر میرا تخت سب سے اونچا ہے۔“ (تہذیب الوحی، باب: 4، ص: 92/روحانی خزائن 22)

● مرزا قادیانی اپنے فارسی اشعار میں کہتا ہے

آدم	نہند	احمد	مختار	در	برم	جامہ	ہمہ	ابرار
آنچه	داد	است	ہر	نہی	راجام	داد	آں	جام
انبیاء	گرچہ	بودہ	اندبے	من	برقران	نہ	کتر	زکے
زندہ	شدے	ہر	نہی	باندنم	ہر	رسولے	نہاں	بہرہم

یعنی میں آدم ہوں اور احمد مختار ﷺ ہوں۔ میں نے تمام ابرار کا لباس پہن لیا ہے۔ انبیاء کو جو جام دیا گیا وہ مجھ اکیلے کو پورے کا پورا دیا گیا۔ انبیاء اگرچہ بہت ہوئے ہیں مگر میں عرفان میں کسی سے کم تر نہیں ہوں۔

● میرے آنے سے ہر نبی زندہ ہو گیا، ہر رسول میرے لباس میں پوشیدہ ہے۔ (نزول المسیح، ص: 476/روحانی خزائن 18)

یہ کہنا کہ تمام انبیاء کو جو جام دیا گیا وہ مجھ اکیلے کو سارا دیا گیا انبیاء کے متعلق کس قدر غلیظ جملہ ہے جسے سن کر ایک مسلمان کا کلیجہ پھٹ جائے مگر مرزا قادیانی نے یہ بات بڑی ڈھٹائی سے کہی ہے اور مرزائی ان اشعار کو بڑے مزے لے کر پڑھتے ہیں۔

● اس جگہ میرے پاس اکثر گزشتہ انبیاء کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیش گوئیاں موجود ہیں بلکہ بعض گزشتہ انبیاء کے معجزات اور پیش گوئیوں کو ان معجزات اور پیش گوئیوں سے کچھ نسبت ہی نہیں۔ (نزول المسیح، صفحہ: 460/روحانی خزائن 18)

● بائبل میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ چار سو انبیاء کو شیطان الہام ہوا تھا اور انہوں نے الہام کے ذریعے جو ایک سفید جن کا کرتب تھا۔ ایک بادشاہ کی فتح کی پیش گوئی کی۔ آخر وہ بادشاہ بڑی ذلت سے اسی لڑائی میں مارا گیا..... ان چار سو انبیاء کی

پیش گوئی جھوٹی ظاہر ہوئی۔ (ضرورۃ الامام، ص: 488/روحانی خزائن: 13)

یاد رہے کہ بائبل، کتاب سلاطین، باب: 1، آیت: 16 میں یہ لکھا ہے کہ بعل نامی بت کے چار سو پجاریوں نے بادشاہ کو فتح کی بشارت دی جو جھوٹی نکلی مگر مرزا قادیانی نے بت کے شرک و کافر پجاریوں کو نبی بنادیا اور ان کی پیش گوئی کا جھوٹا ہونا لکھ دیا۔ یہ کس قدر ظلم ہے۔ ایک شخص علی الاعلان مشرکوں کو انبیاء قرار دے کر کہہ رہا ہے کہ انبیاء کی بشارتیں جھوٹی نکلتی ہیں۔

مرزا کا اپنی جھوٹی پیش گوئیوں کو چھپانے کے لئے انبیاء پر افتراء:

اصل میں مرزا قادیانی نے خود جھوٹا دعویٰ نبوت کیا اور اپنی نبوت منوانے کے لئے اس نے کئی پیش گوئیاں کیں۔ مگر خدا کی شان کہ وہ سب جھوٹی نکلیں۔ ● مرزا قادیانی نے محمدی بیگم سے اپنے نکاح کی زبرداری پیش گوئی کی مگر مرزا اس نکاح کی حسرت دل میں لئے چلا گیا۔ مرزا قادیانی نے یہاں تک لکھا کہ اگر محمدی بیگم سے میرا نکاح نہ ہوا تو میرا انجام بہت بُرا ہوگا۔ پھر اس نے دعا کی اے اللہ اگر یہ پیش گوئی میں نے اپنی طرف سے بنا کر تجھ سے منسوب کر دی ہے تو تو مجھے ذلت سے ہلاک کر اور مجھے ہمیشہ لعنتوں کا نشانہ بنا دے۔ (مجموعہ اشتہارات، جلد: 2، ص: 116)

اب مرزا کی موت ذلت کی موت ہے یا نہیں اور وہ ہمیشہ کی لعنتوں کا مستحق ہے یا نہیں۔ اس کا فیصلہ مرزائی خود ہی کر لیں۔ ● مرزا قادیانی نے پیش گوئی کی کہ اگر ثناء اللہ امرتسری میری زندگی میں ذلت کی موت نہ مرے تو میں سب سے بڑا جھوٹا، کذاب اور لعنتی ٹھہروں گا۔ (مجموعہ اشتہارات، جلد: 3، صفحہ: 579)

اللہ کی شان مولوی ثناء اللہ امرتسری زندہ رہا اور خود مرزا اس کی زندگی میں 1908ء کو مر گیا۔ مولوی ثناء اللہ قیام پاکستان کے بعد ہجرت کر کے سرگودھا آیا اور یہاں اس کی موت واقع ہوئی۔ تو مرزا قادیانی اپنی جھوٹی پیش گوئیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے انبیاء کی پیش گوئیوں کا جھوٹا ہونا بتا رہا ہے۔ جو اپنا جھوٹ چھپانے کے لئے انبیاء کو جھوٹا کہے اس سے بڑا لعنتی کون ہو سکتا ہے؟

مرزا قادیانی نے خود لکھا کہ کسی ایک نبی کی ادنیٰ تحقیر بھی کفر ہے بلکہ اشارے سے بھی ان کی تحقیر کرنا سخت معصیت اور موجب غضب الہی ہے۔ (چشمہ معرفت، ص: 1390/روحانی خزائن: 23)

اب مرزائی لوگ خود فیصلہ کریں کہ مرزا قادیانی تمام انبیاء کی توہین کر کے کافر اور خدا اب الہی کا مستحق ہے یا نہیں۔

☆ یوسف علیہ السلام کی توہین:

● پس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا قادیانی) اسرائیلی یوسف (حضرت یوسف علیہ السلام) سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچا رہا مگر یوسف قید میں ڈالا گیا۔ اس امت کے یوسف کی گواہی خود خدا نے دی مگر یوسف بن

یعقوب اپنی بریت کے لئے انسانی گواہی کا محتاج ہوا۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم، ص: 96/روحانی خزائن: 21)

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شدید توہین:

انبیاء میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرنے میں مرزا قادیانی نے جس قدر غلاطی اُگلی ہے کسی دوسرے نبی کے لئے نہیں کی۔ اس کی اکثر کتابیں توہین عیسیٰ علیہ السلام سے بھری ہیں۔

● یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) کی تمام پیش گوئیوں میں سے جو عیسائیوں کا مردہ خدا ہے اگر ایک پیش گوئی کے ہم پلہ ہو جائے تو ہم ہر تاون دینے کو تیار ہیں۔ (انجام آتھم، ص: 288/روحانی خزائن: 11)

مرزائی اکثر کہتے ہیں کہ مرزا نے عیسائیوں کو چپ کرانے کے لئے الزامی انداز میں عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں چند تلخ باتیں کہیں۔ مرزا صاحب کا مقصد ان کی توہین نہ تھا۔ ہم کہتے ہیں اپنی پیش گوئیوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے برتر کہنا کونسا الزامی جواب ہے۔ یہ سراسر توہین ہے آپ کی۔

مرزا قادیانی عیسائیوں کی طرف روئے سخن رکھ کر لکھتا ہے کہ ● انہوں نے اس شخص کو تمام عیسویں سے میرا قرار دیا ہے جس نے خود کہا میں نیک نہیں ہوں۔ جس نے شراب خوری اور قمار بازی اور کھلے طور پر دوسروں کی عورتوں کو دیکھنا جائز رکھ کر بلکہ بدکار کجبری سے اپنے سر پر حرام کی کمائی کا تیل ڈلو کر اور اس کو یہ موقع دے کر وہ اس کے بدن سے اپنا بدن لگانے اپنی امت کو اجازت دے دے کہ ان باتوں میں سے کوئی بات حرام نہیں۔ (انجام آتھم، ص: 38/روحانی خزائن: 11)

● نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرایا ہے۔ (انجام آتھم، ص: 290/روحانی خزائن: 11)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہودی کتاب سے مضمون چرا کر انجیل میں لکھنے کا الزام کس قدر لرزہ خیز ہے۔ ہم مرزائیوں سے پوچھتے ہیں اس میں عیسائیوں کو کونسا الزام دینا مقصود ہے؟ یہ تو سراسر کفر ہے۔

● عیسائیوں نے آپ کے بہت سے معجزے لکھے ہیں مگر حق یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور جس دن سے آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد دیکھا اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرام کار اور حرام کی اولاد دیں۔

● ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر سے کسی شب کو کوا چھا کیا ہو یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو مگر آپ کی بد قسمتی سے اسی زمانے میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشانات ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اسی تالاب سے آپ کے تمام معجزات کی پوری حقیقت کھلتی ہے۔ اگر آپ

سے کوئی معجزہ ظاہر ہوا بھی ہے تو وہ اسی تالاب کا معجزہ ہے۔ آپ کے ہاتھ میں سوا کر و فریب کے کچھ نہیں تھا۔ پھر افسوس کہ تالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔ (انجام آتھم، ص: 291/روحانی خزائن: 11)

جب قرآن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات بیان کر رہا ہے تو پھر ان کا انکار کر کے اور ایک تالاب کی کہانی گھڑ کر مرزا قادیانی نے عیسائیوں کو کیا الزام دیا ہے؟ الزام تو کچھ نہیں دیا البتہ ایک نئی برحق کی گستاخی کر کے خود کو کافروں میں ضرور شامل کر لیا ہے۔

● آپ کا خاندان بھی نہایت پاک و مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کج رویوں کی طرف میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان میں ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک نوجوان کجبری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگائے اور ناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چال چلن کا ہو سکتا ہے۔ (انجام آتھم، ص: 291/روحانی خزائن: 11)

مرزا قادیانی عیسائیوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ ● ذرہ آؤ! ہاں لعنت ہے تم پر اگر نہ آؤ اور اس گلے سڑے سر سے نہ کا میرے خدا کے ساتھ مقابلہ نہ کرو۔ (انجام آتھم، ص: 346/روحانی خزائن: 11)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مرزا قادیانی نے گلا سڑا مردہ کہہ کر آپ کی شدید توہین کی ہے اور خود مرزا نے لکھا کہ کسی نبی کی ادنیٰ توہین بھی کفر ہے۔ اب خود مرزائی فیصلہ کریں کہ مرزا مسلمان ہے یا کافر۔

● یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت سے۔ (کشتی نوح، ص: 71/روحانی خزائن: 19)

● بچی نبی کو عیسیٰ پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کسی نہیں سنا گیا کہ قاضی عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جو ان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں بچی کا نام حضور رکھا۔ مگر عیسیٰ کا یہ نام نہ رکھا کیوں کہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ (دافع البلاء، ص: 220/روحانی خزائن: 18)

☆ سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کی گستاخیاں:

سیدہ مریم رضی اللہ عنہا والدہ عیسیٰ علیہ السلام کی شدید گستاخی کرتے ہوئے مرزا لکھتا ہے کہ ● مسیح تو مسیح میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں کیونکہ پانچوں ایک ماں کے بیٹے ہیں اور مریم کی شان یہ ہے کہ اس نے ایک مدت

نک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم تورات میں حمل میں نکاح کیوں کیا گیا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریات تھیں جو پیش آئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔ (کشتی نوح، ص: 18/روحانی خزائن: 19)

اعدا زہ کریں اس شخص کی زبان کس قدر غلط ہے اور وہ محض عیسائیوں کو اہرام دینے کے بہانے اس بتول کی گستاخی کر رہا ہے جس کی عفت قرآن کی زینت کی۔

☆ سید الانبیاء ﷺ کی شان میں مرزا کی گستاخیاں:

وہ تمام آیات جو رسول اکرم ﷺ کی خصوصی عظمتوں کے بیان میں نازل ہوئیں مرزا قادیانی نے انہیں اپنے حق میں ٹھہرایا اور بتایا کہ اللہ نے یہ مجھ پر بھی اتاریں ہیں۔ چنانچہ اس نے اپنے الہامات میں انہیں درج کیا۔ جیسے • ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِیْ یُحِبِّکُمُ اللّٰهُ﴾ اے مرزا کہہ دے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو پھر اللہ تم سے محبت کرے گا۔ (حقیتہ الوحی، ص: 82/روحانی خزائن: 22)

• ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُیَاسِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُیَاسِعُوْنَ اللّٰهَ﴾ اے مرزا! جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ کی بیعت کرتے ہیں۔ (حقیتہ الوحی، صفحہ: 83/روحانی خزائن: 22)

• ﴿وَمَا ارْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ﴾ اے مرزا! ہم نے تو تجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ (ایضاً، ص: 85)

• ﴿اِنَّا اعطٰیْکَ الْکُوْثَرَ﴾ اے مرزا! ہم نے تجھے کوثر عطا کر دیا۔ (ایضاً، ص: 105/ایضاً)

• ﴿اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ یَّعْطٰکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ اللہ نے چاہا ہے اے مرزا! کہ تجھے مقام محمود پر فائز کرے۔ (ایضاً)

• ﴿وَعَلِمْکَ مَا لَمْ تَعْلَمْ﴾ اے مرزا! جو تو نہ جانتا تھا تجھے اللہ نے بتا دیا۔ (ایضاً، ص: 99/ایضاً)

یہ کس قدر ظلم عظیم ہے کہ مرزا نے نبی کریم ﷺ کے حق میں نازل شدہ تمام آیات خود پر چسپاں کر لیں۔

وہ مزید لکھتا ہے کہ • اللہ نے مجھ پر رسول ﷺ کا فیض نازل کیا اور اسے کامل بنایا اور میری طرف ان کا جو دو کرم

کھینچا۔ ﴿وَحَسْبِیْ صَاحِدٌ وَجُوْدِیْ وَجُوْدُہٗ﴾ حتیٰ کہ میرا وجود ان کا وجود ہو گیا ﴿فَمَنْ دَخَلَ فِیْ جَمَاعَتِیْ دَخَلَ فِیْ

صَحَابَةِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ﴾ جو میری جماعت میں داخل ہو وہ گویا سید المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوگا۔ (خطبہ الہامیہ

ص: 208/روحانی خزائن: 16)

گویا مرزا اس طرح بعینہ حضور ﷺ بن گیا ہے کہ جو اس کا ساتھی بنا وہ صحابہ کرام میں شامل ہو گیا۔ ﴿وَلَا حَسُوْلَ وَلَا

قوة الا بالله یہ بھی وجہ ہے کہ مرزا کے ساتھیوں کو مرزائی جماعت صحابہ کرام کہتی ہے اور اس کی بیویوں کو امہات المؤمنین قرار دیتی ہے۔ (معاذ اللہ)

● میں رسول اور نبی ہوں باعتبار قلت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔ اگر میں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہوتا تو خدا تعالیٰ میرا نام محمد و احمد اور مصطفیٰ و محبتی نہ رکھتا بلکہ میں علیحدہ کسی نام سے آتا لیکن خدا تعالیٰ نے ہر بات میں مجھے وجود محمدی میں داخل کر دیا۔ (نزل المسیح، ص: 381/روحانی خزائن: 18)

یعنی جب مرزا بعینہ محمد ﷺ ہے تو اس کے دعویٰ نبوت سے ختم نبوت کی خلاف ورزی نہ ہوئی کیونکہ مرزا حضور ﷺ سے کوئی الگ چیز ہے ہی نہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ یہ کس قدر کفر عظیم اور ارتدادِ اولم ہے۔

مرزائی لوگ سوچیں انہوں نے کیسے شخص کا پلہ پکڑا ہے؟؟

☆ صحابہ کرام کی شان میں گستاخی:

مرزا قادیانی نے اپنی جماعت کو صحابہ کرام کا ہم پلہ قرار دیا ہے۔ ابھی پیچھے خطبہ الہامیہ، صفحہ: 258 کی عبارت گزر چکی ہے کہ جو میری جماعت میں داخل ہوا وہ سید المرسلین کے صحابہ میں داخل ہو گیا۔ یہی چیز وہ دوسری جگہ یوں بیان کرتا ہے کہ ● صحابہ کی جماعت کو اسی قدر نہ سمجھو بلکہ مسیح موعود (برعم خود مرزا قادیانی) کی جماعت بھی صحابہ ہی ہوگی..... سب علماء نے اس گروہ کا نام صحابہ ہی رکھا ہے۔ (ملفوظات، مرزا غلام احمد قادیانی، جلد: 2، ص: 190)

● ابو ہریرہ میں نقل کرنے کا مادہ تھا اور درایت اور فہم سے بہت کم ہی حصہ رکھتا تھا..... جو امور فہم و درایت سے تعلق رکھتے ہیں اکثر ابو ہریرہ ان کے سمجھنے میں ٹھوکر کھاتا اور غلطی کرتا ہے۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ، جلد: 5، ص: 410/روحانی خزائن: 21)

● پہلے کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہے جیسا کہ ابو ہریرہ نے سمجھا جو کہ غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا۔ (نزل المسیح، ص: 127/روحانی خزائن: 19)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جیسے عظیم صحابی رسول کو غبی کہنا کس قدر دریدہ دہنی ہے۔ اللہ ان لوگوں سے مسلمانوں کو دور رکھے۔

☆ توہین اہل بیت رسول ﷺ:

● اس قسم کی آل (آل رسول نہیں) جو فدک جیسے ایک باغ اور چند درختوں کے لئے لڑتے پھریں اور مشتعل ہو کر کبھی ابو بکر کو برا کہیں، کبھی عمر کو۔ (تزیان القلوب، ص: 364/روحانی خزائن: 15)

یعنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بخاری شریف کے مطابق باغ فدک کے بارے میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ایک بار مطالبہ کیا تھا کہ یہ ہمارا حق ہے مگر جب سیدنا ابو بکر صدیق نے حدیث سنائی کہ انبیاء کی میراث نہیں ہوتی تو وہ مطمئن ہو گئے۔ مگر مرزا نے صرف اسی بناء پر انہیں اہل بیت رسول سے نکال دیا۔

مرزا قادیانی اہل تشیع کو مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ ● پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی (مرزا قادیانی بزرگ خود) تم میں موجود ہے اسے چھوڑتے ہو اور تم مردہ علی کو تلاش کرتے ہو؟ (ملفوظات، ص: 142، جلد: 2)

حضرت علی المرتضیٰ کو مردہ علی اور خود کو زندہ علی کہہ کر خود کو ان سے برتریتا کسی منافق کا کام ہی ہو سکتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن علی سے بغض نہیں رکھتا اور منافق ان سے پیار نہیں رکھتا۔ (ترمذی شریف)

● اس جگہ ایک نہایت روشن کشف یا دآیا۔ ایسا یاد پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہایت محبت و شفقت سے سے مادر مہربان کی طرح اس عاجز کا سراپا پی ران پر رکھ لیا۔ (ایک غلطی کا ازالہ، ص: 213/روحانی خزائن: 18)

● سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق مرزا اپنے عربی اشعار میں ایک جگہ کہتا ہے

وقالوا علی الحسنین فضل نفسه
اقول نعم واللہ ربی سیظهر
وہ کہتے ہیں کہ مرزا نے امام حسن و حسین پر خود کو فضیلت دی ہے۔ میں کہتا ہوں ہاں میں نے ایسا کیا ہے اور میرا رب
عنقریب اسے ظاہر کر دے گا۔

وشتان ما بینی و بین حسینکم
فانی اوید کل ان وانصر
میرے اور تمہارے حسین کے درمیان کتنا بڑا فرق ہے۔ مجھے تو ہر لمحہ تائید و نصرت مل رہی ہے۔ (نزول المسح، ص:

164-181/روحانی خزائن: 19)

● وانی لقتیل الحب لکن حسینکم
قتیل العدا فالفرق اجلی والنہر
اور میں تو کشتہ محبت ہوں مگر تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پھر فرق کتنا کھلا اور ظاہر ہے۔ (نزول المسح، ص: 193)

● مرزا اپنے فارسی اشعار میں کہتا ہے:

کر بلا است میر ہر آنم صد حسین است در گریبانم

یعنی میری ہر گھڑی کی سیر سیر کر بلا ہے اور سو حسین میری جیب میں ہیں۔ (معاذ اللہ) (نزول المسح، ص: 477)

☆ قرآن کریم کی توہین:

مرزا قادیانی اپنی دجی کو قرآن کی مثل قرار دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے ● جب کہ میں قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا

ہوں جو مجھ پر ہوئی اور میں بیت اللہ شریف میں کھڑے ہو کر تم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو مجھ پر نازل ہوئی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔ (ایک غلطی کا ازالہ، ص: 1210 روحانی خزائن: 18)

اس عبارت میں مرزا قادیانی نے اپنی وحی کو ذرہ برابر فرق کے بغیر قرآن کے برابر قرار دیا ہے۔ یعنی اس کا منکر ذرہ برابر فرق کے بغیر اتنا بڑا کافر ہے جتنا بڑا منکر قرآن کا فر ہے۔ یہ قرآن کی عظیم توہین ہے۔

● اپنے فارسی کے اشعار میں مرزا ایسی بات یوں کہتا ہے کہ

آنجہ من بشوم ز وحی خدا بخدا پاک دانش ز خطا
بہو قرآن منزاش دائم از خطایا ہمیں است ایمانم
بخدا ہست ایں کلام مجید از دہان خدائے پاک و وحید
یعنی میں جو وحی خدا سنتا ہوں بخدا میں اسے ہر خطا سے پاک جانتا ہوں۔ میں اسے تمام خطاؤں سے قرآن کی طرح منزہ جانتا ہوں یہی میرا ایمان ہے۔ بخدا میری وحی وہ کلام مجید ہے جو خدا نے پاک و یکتا کے منہ سے ہے۔ (نزول اسحٰی، ص: 477/روحانی خزائن: 18)

مرزا قادیانی اپنا ایک الہام لکھتا ہے ● اللہ نے اسے کہا انا النزلناہ قریباً من القادیان وبالحق انزلناہ وبالحق نزل، ہم نے قرآن کو قادیان کے قریب اتارا اور ہم نے اسے حق کے ساتھ نازل کیا اور وہ حق کے ساتھ اترا۔ (حقیقۃ الوحی، ص: 91/روحانی خزائن: 22)

☆ حدیث رسول ﷺ کی گستاخی:

مرزا قادیانی نے قرآن پر توہینوں ہاتھ صاف کیا کہ اپنی وحی کو قرآن کے برابر کھڑا کر دیا اور حدیث کا مقام یوں گل کیا کہ خود کو حدیثوں سے برتر قرار دیا اور کہا کہ مجھے اختیار ہے کہ جس حدیث کو چاہوں لے لوں جسے چاہوں رد کر دوں۔

● جو شخص (مرزا قادیانی) حکم بن کر آیا ہے اس کا اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کر لے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے۔ (ضمیمہ تحفہ گلزار دیہ، ص: 51/روحانی خزائن: 17)

اس کا معنی یہ ہوا کہ مرزا قادیانی کا علم حدیث رسول پر فائق ہے۔ قرآن تو بار بار کہتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو مگر مرزا کہہ رہا ہے کہ اللہ کے بعد میری اطاعت کرو۔ اگر حدیث رسول ﷺ میرے حکم سے ٹکرائے تو حدیث کو رد کرو۔ بلاشبہ ایسا کہنا کفر و ارتداد اور ضالہ والی و الحاد کی اعلیٰ ترین قسم ہے۔

● وہ حدیثوں کے ساتھ مجھے ناپنا چاہتے ہیں حالانکہ ان حدیثوں کو میرے ساتھ ناپنا چاہیے تھا۔ (تحفہ گولڑیہ ص: 158)

(158)

● مرزا قادیانی اپنے کلام کو وحی خدا قرار دے کر اس کے مقابلے میں حدیثوں کو یوں رد کرتا ہے۔

هذا النقل بعد احياء ربنا فإى حديث بعده تخير

یہ نقل احادیث ہمارے رب کی (ہماری طرف) وحی کے بعد والا درجہ رکھتی ہیں۔ تو ہم اپنی وحی کے بعد کس حدیث کو قبول کریں۔ (نزول المسیح ص: 149 اور وحانی خزائن: 19)

الغرض مرزا غلام احمد قادیانی نے دین اسلام کے ہر حصے کا مذاق اڑایا اور اس کی توہین کی ہے۔ اسی کا نام مرزائیت ہے۔

☆ مرزا غلام قادیانی کی تعریف میں مرزائیوں کی طہرانہ مبالغہ آرائی:

مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد لکھتا ہے ● ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور اپنے کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے کسی کو بہت کسی کو کم، مگر مسیح موعود (مرزا) کو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات حاصل کر لئے اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے چنانچہ ظلی نبوت نے مسیح موعود کا قدم پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو پہ پہلو لاکھڑا کیا۔ (کلمۃ الحق ص: 113)

● پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لئے ہم کو کسی نئے حکم کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد ﷺ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرور پیش آتی۔ (کلمۃ الفصل ص: 158)

☆ مرزا قادیانی پر (بزعزم خویش) درود و سلام:

● قاضی محمد یوسف قادیانی کا یہ منظوم کلام دیکھیں جس میں مرزا قادیانی پر نام نہاد درود و سلام پڑھا گیا ہے۔

اے امام الوری سلام علیک	ماہ بدر الدجی سلام علیک
مہدی عہد و عیسیٰ موعود	احمد مجتبیٰ سلام علیک
تیرے آنے سے سب نبی آئے	مظہر انبیاء سلام علیک
ماتے ہیں تیری رسالت کو	اے رسول خدا سلام علیک
تیرے ملنے سے مل گیا موٹی	احمد حق نما سلام علیک
تیرے یوسف کا تحفہ صبح و مساء	ہے درود و دعا سلام علیک

(روزنامہ الفضل قادیان، جلد: 7، شماره: 100، مورخہ 30 جون 1920ء)

● قاضی ظہور الدین قادیانی، رسول قدنی (قادیانی رسول) کے عنوان سے ایک لقمہ یوں لکھتا ہے۔

اے میرے پیارے میری جان رسول قدنی
انت منی وانما منک خدا فرمائے
عرش اعظم پہ تری حمد خدا کرتا ہے
دستِ قادر مطلق تیری مسلوں پہ کرے
پہلی بخت میں محمد ہے اب احمد ہے
سرمہ چشم تیری خاک قدم بخواتے
تیرے صدقے تیرے قربان رسول قدنی
میں بتاؤں تیری کیا شان رسول قدنی
ہم ہیں ناچیز سے انسان رسول قدنی
اللہ اللہ تیری شان رسول قدنی
تجھ پہ پھر اترا ہے قرآن رسول قدنی
غوث اعظم شہ جیلان رسول قدنی

(روزنامہ الفضل قادیان، جلد: 10، شماره: 30، مورخہ 16 اکتوبر 1922ء)

قرآن اور سید الاولیاء غوث اعظم عبد القادر جیلانی ؒ کی شدید توہین کی گئی ہے۔ الغرض مرزائی گروہ مسلمانوں سے ایک الگ قوم کا نام ہے۔ ان کے نظریات و عقائد اسلام سے مکمل متصادم ہیں۔ مسلمانوں پہ لازم ہے کہ ان سے الگ تھلگ رہیں۔ ان کے ساتھ کوئی تجارت، لین دین اور رشتہ ماطہ مت رکھیں ورنہ ایمان کا خطرہ ہے۔ جو شخص کسی کے باپ یا ماں کو گالی دے تو غیرت مند اور حلالی بیٹا کبھی ایسے شخص سے ملنا اور رشتہ ماطہ رکھنا برداشت نہیں کرتا۔ خواہ اس کے والدین کروار میں کمزور ہی کیوں نہ ہوں۔ مگر ہمارے لاکھوں والدین کی عزتیں نطن رسول ﷺ سے لگنے والی خاک پہ قربان۔ ہماری لاکھوں جانیں ان کے صحابہ و اہل بیت کی عزت و ناموس پہ قربان۔ ایک شخص انہیں گالیاں دیتا اور ان کی گستاخیاں کرتا ہے پھر یہ کتنی بڑی بے غیرتی ہے کہ ہم اس سے محبت و پیار کے ناطے جوڑیں۔ اللہ رب العزت ہر مسلمان کو دین پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین



بارغ جنت کے ہیں بہر مدح خوانِ اہلیت
کس زبان سے ہو بیانِ عز و شانِ اہلیت
اُن کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
مصطفیٰ عزت بدھانے کے لیے تعظیم دیں
اُن کے گھر میں بے اجازت جبرائیل آتے نہیں
تم کو مژدہ ناز کا اے دشمنانِ اہلیت
مدح گوئے مصطفیٰ ہے مدح خوانِ اہلیت
آئیے تقسیم سے ظاہر ہے شانِ اہلیت
ہے بلند اقبال تیرا دودمانِ اہلیت
قدر والے جانتے ہیں قدر و شانِ اہلیت



شہر قائد لہو میں ہے ڈوبا ہوا، روح قائد تڑپتی شب و روز ہے
 آنسوؤں کی لڑی آج رکتی نہیں، ایر بن کر برستی شب و روز ہے
 ابتلا ہے یہاں ابتلا، وہاں مٹ رہا ہے محبت کا نام و نشان
 بربریت کا طاری ہو ہر سو سماں، امن کو جاں ترستی شب و روز ہے
 کشت و خون کا بہر جا ہوا راج ہے، دشمنی بن گئی دوستی آج ہے
 شان و شوکت اخوت کی تاراج ہے، رُوح کو موت ڈستی شب و روز ہے
 قتل و غارت گری ہر طرف عام ہے، بے بسی موت کا دوسرا نام ہے
 صبح امید لگتی فقط خام ہے، زندگانی سسکتی شب و روز ہے
 تیرہ و تار ہے آشتی کا حرم، کھل گیا چار دن میں وفا کا بھرم
 منہ چھپائے پھریں کیوں نہ دنیا سے ہم، عمر نفرت کی بڑھتی شب و روز ہے
 مضطرب سا ہے حال زبوں سے چمن، آج خالی ہیں جذبہ دروں سے بدن
 بن گیا قتل گاہ لالہ راز وطن، بادِ مسموم چلتی شب و روز ہے
 ہاتھ پر کس کے ڈھونڈوں میں اپنوں کا خون، پرچم مہر و الفت ہوا سرنگوں
 پی رہا آج بھائی ہے بھائی کا خون، یوں قیامت گزرتی شب و روز ہے
 عظمتِ آدمیت ہے خستہ جگر دم بخود، کیوں نہ ہوں آہ اہل نظر
 بن گیا اب کراچی ہے اک قتل گھر، دل پہ تلووار چلتی شب و روز ہے

کوئی بھی یاد قائد کا فرماں نہیں، اپنے لٹنے کا احساس ارزاں نہیں
بار لگتے مصائب کے سماں نہیں، نفسا نفسی مسلّتی شب و روز ہے

کوئی بھی دوستو کچھ نہیں بولتا، چپ کا روزہ کوئی بھی نہیں کھولتا
کاش نعمات کا رس کوئی گھولتا، ریشہ ویراں و بکتی شب و روز ہے

دشمنانِ وطن متحد ہو گئے، خوابِ غفلت میں ہم مستعد ہو گئے
گھر لٹانے پہ کیونکر بعد ہو گئے، آگ گلشن میں جلتی شب و روز ہے

پوچھئے نہ یہاں کیسے حالات ہیں، غیر محفوظ شہر و مضافات ہیں
ہر طرف اژدھے اور آفات ہیں، موت سب کو چلتی شب و روز ہے

بجھ نہ جائے کہیں آرزو کا دیا، خود ہواؤں کی زد پر اسے رکھ دیا
دُوب جانے کا سامان ہے کر لیا، زندگی ہاتھ ملتتی شب و روز ہے

کاش آئے وہ دن جب کہیں غم نہ ہو، اور کسی کی بھی یاں چشم نہ ہم نہ ہو
پھر صدادل کے نغموں کی مدھم نہ ہو، ایسی خواہش چلتی شب و روز ہے

کاش مجبور آئے وہ لمحہ کہ جب، جھوٹ میں فرطِ مسرت سے سب کے سب
ہم بھی آئیں نظر سب کو مجبور، یہ تمنا ابھرتی شب و روز ہے



عظمتِ امامِ حسینؑ

یعنی بن مزہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ آپ کے لیے کھانے کی ایک دعوت میں شریک ہوئے۔
چنانچہ حضرت حسینؑ ایک گلی میں کھیل رہے تھے تو نبی کریم ﷺ نے باقی ساتھیوں سے آگے ہو کر ہاتھ پھیلا لیے۔
حسینؑ بھی ایک طرف بھاگتے کبھی دوسری طرف..... نبی کریم ﷺ ان کو ہٹا رہے تھے پھر پکڑ لیا تو ایک ہاتھ
ٹھوڑی کے نیچے اور دوسرا سر کے پیچھے ابھری ہوئی ہڈی پر رکھا اور بوسہ دے کر فرمایا: حسینؑ مجھ سے اور میں حسینؑ سے ہوں۔
اللہ اُس سے پیار کرے گا جو اُس سے پیار کرے گا۔ (ابن ماجہ: ۱۴۳۴)



ڈاکٹر طاہر القادری نے 1985ء میں محض مغرب زدہ عورتوں میں مقبولیت حاصل کرنے کی غرض سے (جیسا کہ انہوں نے ایک مجلس میں اعتراف بھی کیا تھا) احادیث صریحہ اور اجماع ائمہ اربعہ کے خلاف ”عورت کی دیت (خون بہا) کو مرد کے برابر قرار دیا“ تو ڈاکٹر موصوف کے استاذ غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالے ”اسلام میں عورت کی دیت“ میں ڈاکٹر موصوف کے اس نظریہ کو صراطِ مستقیم سے انحراف اور قرآنی احکام کو مسخ کرنے کی سعی مذموم قرار دیا۔ جبکہ ڈاکٹر موصوف کے دوسرے استاذ، استاذ العلماء حضرت مولانا عطاء محمد بندایا لوی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دیت کے موضوع پر مطبوعہ رسالے میں ڈاکٹر موصوف کی تکفیر کی۔

پھر ڈاکٹر موصوف نے (نوائے وقت 8 جون 1989ء کے مطابق) اثناء عشری شیعہ کے مسلمہ پیشوا مفتی ایران کے ماتمی اجلاس میں سیاہ چوغہ پین کر شرکت کی اور کہا ”امام خمینی تاریخ اسلام کے شجاع اور جری مردانِ حق میں سے تھے جن کا جینا علی علیہ السلام اور مرنا حسین علیہ السلام کی طرح ہے۔ خمینی سے محبت کا تقاضا ہے ہر بچہ خمینی بن جائے۔“ حالانکہ اہل علم سے مخفی نہیں کہ خمینی عقائد میں اثناء عشری ملا باقر مجلسی کا پیروکار تھا اور ملا باقر مجلسی نے اپنی کتب میں اُم المؤمنین حضرت عائشہ اور اُم المؤمنین حضرت خضہ رضی اللہ عنہا کی شانِ اقدس میں انتہائی غلیظ تہرے کیے ہیں اور تین چار صحابہ کرام چھوڑ کر حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم سمیت تمام صحابہ کو کھنڈہ خوار و مردہ قرار دیا ہے۔ اسی طرح قرآن پاک کو گھڑا ہوا قرار دے کر اسلام کی بنیاد ختم کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے۔

پھر ڈاکٹر موصوف نے اپنے خطابات میں یہودی و نصاریٰ کو بھی Believers یعنی مؤمنین قرار دیا اور منہاج القرآن کی مسجد میں انہیں عبادت کرنے کی کھلی اجازت بخشی اور اپنی کتب ”اسلام اور تصور اعتدال و توازن“ اور ”فرقہ واریت کا خاتمہ کیوں کر ممکن ہے؟“ میں شیعہ سنی اور سنی وہابی اختلاف کو فروغی قرار دے کر سب فرقوں کو اصول میں مسلمان قرار دیا تو مرکز اہلسنت بریلی شریف کے چشم و چراغ مفتی اسلام حضرت مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں دامت برکاتہم العالیہ نے ڈاکٹر موصوف کے کافر و مرتد ہونے کا فتویٰ جاری کیا۔



ڈاکٹر طاہر القادری نے 1985ء میں محض مغرب زدہ عورتوں میں مقبولیت حاصل کرنے کی غرض سے (جیسا کہ انہوں نے ایک مجلس میں اعتراف بھی کیا تھا) احادیث صریحہ اور اجماع ائمہ اربعہ کے خلاف ”عورت کی دیت (خون بہا) کو مرد کے برابر قرار دیا“ تو ڈاکٹر موصوف کے استاذ غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالے ”اسلام میں عورت کی دیت“ میں ڈاکٹر موصوف کے اس نظریہ کو صراطِ مستقیم سے انحراف اور قرآنی احکام کو مسخ کرنے کی سعی مذموم قرار دیا۔ جبکہ ڈاکٹر موصوف کے دوسرے استاذ، استاذ العلماء حضرت مولانا عطاء محمد بندایا لوی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دیت کے موضوع پر مطبوعہ رسالے میں ڈاکٹر موصوف کی تکفیر کی۔

پھر ڈاکٹر موصوف نے (نوائے وقت 8 جون 1989ء کے مطابق) اثناء عشری شیعہ کے مسلمہ پیشوا مفتی ایران کے ماتمی اجلاس میں سیاہ چوغہ پہن کر شرکت کی اور کہا ”امام خمینی تاریخ اسلام کے شجاع اور جری مردانِ حق میں سے تھے جن کا جینا علی رضی اللہ عنہ اور مرنا حسین رضی اللہ عنہ کی طرح ہے۔ خمینی سے محبت کا تقاضا ہے ہر بچہ خمینی بن جائے“۔ حالانکہ اہل علم سے مخفی نہیں کہ خمینی عقائد میں اثناء عشری ملا باقر مجلسی کا پیروکار تھا اور ملا باقر مجلسی نے اپنی کتب میں اُم المؤمنین حضرت عائشہ اور اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کی شانِ اقدس میں انتہائی غلیظ تہرے کیے ہیں اور تین چار صحابہ کرام چھوڑ کر حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم سمیت تمام صحابہ کو کلمۂ نعوذ باللہ لکھ کا فر و مرتد قرار دیا ہے۔ اسی طرح قرآن پاک کو گھڑا ہوا قرار دے کر اسلام کی بنیاد ختم کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے۔

پھر ڈاکٹر موصوف نے اپنے خطابات میں یہودی و نصاریٰ کو بھی Believers یعنی مؤمنین قرار دیا اور منہاج القرآن کی مسجد میں انہیں عبادت کرنے کی کھلی اجازت بخشی اور اپنی کتب ”اسلام اور تصور اعتدال و توازن“ اور ”فرقہ داریت کا خاتمہ کیوں کر ممکن ہے؟“ میں شیعہ سنی اور سنی وہابی اختلاف کو فردی قرار دے کر سب فرقوں کو اصول میں مسلمان قرار دیا تو مرکز اہلسنت بریلی شریف کے چشم و چراغ، مفتی اسلام حضرت مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں دامت برکاتہم العالیہ نے ڈاکٹر موصوف کے کافر و مرتد ہونے کا فتویٰ جاری کیا۔

ڈاکٹر موصوف ایک مشت داڑھی سنت رسول جو کہ واجب شرعی کا درجہ رکھتی ہے کے بارے میں الحاد کا شکار ہو چکا ہے۔ اپنی ایک مشت داڑھی بھی صحیح بخاری میں موجود حدیث نبوی ﷺ وفسر و السحی کے تحت ”تم داڑھیاں بڑھاؤ“ کی مخالفت کرتے ہوئے منڈوا کر چھوٹی کرادی ہے اور منہاج سفروں کے اندر بھی داڑھی کترے امام و خطیب مقرر کئے ہوئے ہیں جو مسلمانوں کی نمازوں کو بر باد کر رہے ہیں۔ کیوں کہ ایک مشت داڑھی سے کم داڑھی والے امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جس کا لوٹنا واجب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

اب یکم اکتوبر 2011ء کو ڈیالہ جیل راولپنڈی میں پرویز شاہ نامی جج کی طرف سے محافظ قانون ناموس رسالت اور دور حاضر کے غازی اعظم حضرت ملک محمد ممتاز قادری دامت برکاتہم العالیہ کو دودھری سزائے موت کے فیصلے سے صرف 6 روز قبل 25 ستمبر 2011ء کو ’اے۔ آر۔ وائے‘ پر ایک پرویز جاوید میر نامی قادیانی کو انٹرویو دیتے ہوئے امت مسلمہ اور بالخصوص پاکستان کے علماء و مشائخ کے نظریات کے علی الرغم درج ذیل تین شیطانی نکات پر زور دے کر کفر نازی کی انتہاء کر دی اور پاکستان میں جاری تحریک تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے خلاف کھلی جارحیت کا ارتکاب کیا۔

ڈاکٹر موصوف کے تین شیطانی نکات:

1۔ اگر کوئی فی الواقعہ گستاخ رسول ہو تو اُسے قتل کرنے والا مجرم ہے اور اس کی سزا ”سزائے موت“ ہے۔

2۔ سابق گورنر سلمان تاثیر گستاخ رسول نہیں تھا۔

3۔ ممتاز قادری قاتل ہے اور اس جرم کی سزا ”سزائے موت“ ہے۔

ڈاکٹر موصوف کا پہلا شیطانی نکتہ: گستاخ رسول کو قتل کرنے والے کی سزا ”سزائے موت“:

یہ تینوں نکات شیطانی ہیں لیکن پہلا نکتہ انتہائی خوفناک ہے کیونکہ اس کی رو سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام جنہوں نے گستاخان رسول کو مارا سزائے عدالت محض جذبات ایمانی کی بنیاد پر قتل کر دیا تھا مجرم اور سزائے موت کے حق دار ٹھہرتے ہیں ﴿العیاذ باللہ من ذلک﴾ جبکہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے ان تمام مواقع پر ان خونوں کو رازیناں قرار دیا اور ان غازیان اسلام کو نہ مجرم قرار دیا اور نہ قصاص و دیت کا حکم صادر فرمایا۔ دیکھئے چند مندرجہ ذیل احادیث نبویہ:

● حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ ایک نابینا کی ام (ایسی لونڈی جس سے اولاد پیدا ہو جائے) تھی جو نبی ﷺ کی گستاخی کرتی تھی اور آپ ﷺ کے بارے تو ہیں آہ باتیں کرتی تھی۔ وہ (نابینا صحابی) اسے منع کرتے تو باز نہ آتی اسے ڈانٹتے تو وہ ڈانٹ کو قبول نہ کرتی۔ چنانچہ ایک رات

نبی ﷺ کی شان اقدس میں گستاخیاں کرنے لگی تو انہوں نے چہرے لے کر اس کے پیٹ میں گھونپ دیا۔

نبی ﷺ کو یہ واقعہ بتایا گیا تو نبی ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ جس شخص نے مجھے یہ کام کیا ہے میرا اس پر جو حق ہے وہ کھڑا ہو جائے تو ناپینا صحابی کھڑے ہو گئے۔ لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے گرتے پڑتے (آگے آئے) حتیٰ کہ نبی ﷺ کے پاس بیٹھ گئے اور عرض کیا میں اس کا قاتل ہوں۔ یہ آپ ﷺ کی گستاخیاں کرتی تھی۔ میں اسے منع کرتا تھا تو باز نہیں آتی تھی اور میں اسے ڈانٹا تھا یہ ڈانٹ ڈپٹ کی پرواہ نہیں کرتی تھی۔ میرے اس سے دو بیٹے ہیں جو موتیوں کی مانند ہیں اور وہ میری رفیقہ حیات تھی۔ گزشتہ رات آپ ﷺ کی گستاخیاں اور توہین آمیز باتیں کرنے لگی تو میں نے چہرے لے کر اس کے پیٹ میں گھونپ دیا اور میں نے چہرے کو خوب زور سے دبایا حتیٰ کہ میں نے اسے قتل کر دیا۔

نبی ﷺ نے فرمایا: خبردار! گواہ بن جاؤ کہ اس عورت کا خون رائیگاں ہے۔ (یعنی اس کا قتل جرم نہیں اور اس میں قصاص و دیت بھی نہیں) (سنن ابو داؤد، کتاب الحدود، باب فیمن سب النبی ﷺ، الرقم: 4361/ المستدرک للحاکم، جلد: 5، صفحہ: 272، الرقم: 8210/ سنن نسائی، باب الحکم فیمن سب النبی ﷺ، الرقم: 4075)

● حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک ایک یہودی عورت نبی ﷺ کی گستاخی کرتی تھی اور توہین آمیز باتیں کرتی تھی تو ایک شخص نے اس کا گلہ گھونٹ (کر مار) دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دیا۔ (سنن ابو داؤد، باب فیمن سب النبی ﷺ، الرقم: 4362)

● حضرت عمیر بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک اُن کی ایک بہن تھی جب وہ (یعنی عمیر رضی اللہ عنہ) نبی ﷺ کی خدمت میں جاتے تو وہ انہیں نبی ﷺ کے بارے میں اذیت پہنچاتی اور آپ ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرتی اور وہ مشرکہ تھی۔ ایک روز تھوڑے کر آئے اسے قتل کر دیا۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور واقعہ کی اطلاع دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تُو نے اپنی بہن کو قتل کر دیا ہے؟ عرض کیا ہاں۔ فرمایا: کیوں؟ عرض کی وہ مجھے آپ ﷺ کے بارے میں اذیت پہنچاتی تھی تو نبی ﷺ نے اس کے بیٹوں کو طلب فرمایا..... اور اس عورت کے خون کو رائیگاں قرار دے دیا۔ (المجم الکبیر، جلد: 17، صفحہ: 164-165، الرقم: 1124/ مجمع الزوائد، کتاب فیمن سب البیاء و غیرہ، جلد: 6، صفحہ: 287، الرقم: 10569)

● تفسیر بیضاوی، تفسیر روح المعانی، تفسیر مدارک، تفسیر مظہری اور دیگر کتب میں سورۃ نساء کی آیت: 60 کے تحت حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بشر تا می کلمہ گو اور ایک یہودی کے درمیان جھگڑے میں رسول اللہ ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ دیا تو باہر نکل کر دُشّر نے رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ماننے سے انکار کر دیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر ان سے مقدمہ کا فیصلہ کرنے کا مطالبہ کیا۔

یہودی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ اس مقدمے کا فیصلہ قبل ازیں حضرت محمد ﷺ میرے حق میں کر چکے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بشر سے پوچھا کیا یہ ٹھیک ہے؟ اس نے کہا ہاں تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارے واپس آتا ہوں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے توار نکالی اور بشر کی گردن پر مار کر اسے قتل کر دیا اور فرمایا: ھکذا اقصی لمن لم یرض بقضاء اللہ ورسولہ، ترجمہ: جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فیصلہ نہیں مانتا میں اس طرح اس کا فیصلہ کرتا ہوں۔

چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے اس قتل کو بھی رائج قرار دیا اور اس واقعہ سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ گستاخ رسول ﷺ کو اگر کوئی مسلمان غیرت اسلامی کی بنیاد پر قتل کر دے تو یہ جرم نہیں بلکہ سنت صحابہ عظام ہے جس کی تائید توشیح اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ نے فرمائی ہے۔

نیز ڈاکٹر موصوف نے اپنی کتاب ”تحفظ ناموس رسالت“ کے صفحہ 264 تا 270 پر انتہائی تائیدی انداز میں اس واقعہ کو بڑی شرح و بسط سے بیان کیا ہے جس سے بڑی آسانی سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ڈاکٹر موصوف اپنی کتب میں بیان کردہ نظریات کو بری طرح ذبح کر کے اعداد اسلام کا مشن پورا کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر موصوف کا دوسرا شیطانی نکتہ، مسلمان تا شیر گستاخ رسول نہیں: اس سلسلہ میں حقائق یہ ہیں:

● مسلمان تا شیر قادیانی تھا یا کم از کم قادیانیوں کو مسلمان قرار دیتا تھا جیسا کہ جنگ 11 جنوری 2011ء کے مطابق مسلمان تا شیر کی بیٹی شہر بانو نے بیان دیا کہ ان کے والد احمد یوں (قادیانیوں) کو غیر مسلم قرار دینے کے سخت خلاف تھے لہذا اس گھر کی گواہی کی بنیاد پر مسلمان تا شیر کا فر و مرتد اور گستاخ رسول تھا کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کو کا فر و مرتد قرار دینے کی وجہ میں ایک یہ بھی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت ہونے کے ساتھ ساتھ بدترین گستاخ انبیاء بھی تھا۔

● 17 ستمبر 2009ء کو اکثر قومی اخبارات میں سابق گورنر پنجاب مسلمان تا شیر کا یہ بیان شائع ہوا کہ وہ قانون تحفظ

ناموس رسالت 295.C کو نہیں مانتا اور یہ کہ اس قانون کو ختم کر دینا چاہیے وغیرہ وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ قانون تحفظ رسالت قرآن و حدیث کے سخت دلائل پر مبنی ہے لہذا مسلمان تا شیر اس بیان کی بنا پر اور پھر اس پر اصرار کرنے کی بنا پر کافر و مرتد ٹھہرا۔

● 17 ستمبر 2009ء کو عالمی تنظیم اہل سنت کے نائب امیر صاحبزادہ سید عتیق راشرف رضوی سرپرست اعلیٰ جامعہ حزب الاحناف لاہور نے میری اور لاہور کے کافی علماء کی معیت میں تھانہ سول لائنز لاہور میں مسلمان تا شیر کے اس کافرانہ بیان کے خلاف ”الیف آئی آر“ درج کرنے کی درخواست جمع کروائی اور چند دن بعد عالمی تنظیم اہل سنت کے زیر اہتمام داتا دربار لاہور سے وزیر اعلیٰ ہاؤس تک احتجاجی جلوس نکالا گیا اور وزیر اعلیٰ ہاؤس کے سامنے دھڑا دے کر مسلمان تا شیر کے خلاف قانونی کارروائی کا مطالبہ کیا گیا لیکن افسوس کہ مرکزی اور صوبائی حکومت نے کوئی کارروائی نہ کی۔

● عاصیہ نامی بی سانی خاتون کو گستاخ رسول ثابت ہونے پر سیشن جج نذکانہ صاحب نے سزائے موت کا حکم دیا تو مسلمان تا شیر شہرہ ریل میں بھاگ گیا۔ گستاخ رسول عاصیہ سے اظہار ہمدردی کیا، صدر کے نام معافی کی درخواست پر دستخط کرانے اور وعدہ کیا کہ وہ صدر پاکستان سے سزا ضرور معاف کروائے گا اور گستاخ رسول عاصیہ جس کا جرم ثابت ہو چکا تھا لاہور جیل سے سزا کا حکم ہو چکا تھا کو مظلوم قرار دیا وغیرہ وغیرہ۔

● یکم نومبر 2009ء کو ٹی وی پر کہا قانون تحفظ ناموس رسالت کالا قانون ہے۔ یہ ظالمانہ قانون ہے۔ ہم ان کا اللہ ان کو نہیں مانتے۔ (والعباد باللہ من ذالک)

● 3 نومبر کو جس کتب لاہور کے سامنے عالمی تنظیم اہل سنت کے زیر اہتمام زیر دست احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ میں نے فتویٰ (مسلمان تا شیر نے قانون تحفظ ناموس رسالت 295.C کو جو کتاب و سنت سے ماخوذ ہے کالا اور ظالمانہ کہا ہے لہذا یہ شرعاً کافر و مرتد ہے اور واجب القتل ہے اور چیف جسٹس افتخار چوہدری صاحب سے بھی اپیل کی کہ وہ از خود لوٹس لیں لیکن انہوں نے عدالت عظمیٰ نے کوئی اقدام نہ اٹھایا۔

● 11 نومبر 2009ء کو جس کتب اسلام آباد سے پارلیمنٹ ہاؤس تک احتجاجی جلوس نکالا گیا اور صدر پاکستان اور وزیر اعظم پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ کافر و مرتد مسلمان تا شیر کو گورنر پنجاب کے عہدے سے ہٹا کر اس کے خلاف قانونی کارروائی کا حکم کریں لیکن افسوس کہ ایک نہ ہوئی۔

● چنانچہ 4 جنوری 2011ء کو مسلمان تا شیر کو اپنے سیکورٹی گارڈ ملک محمد ممتاز قادری نے اپنے خالص دینی جذبات کی بناء پر کافر و مرتد و گستاخ رسول اور امت مسلمہ کے دینی جذبات کو ہار بار شدید مجروح کرنے والے اور شریعت مطہرہ ﷺ کے خلاف دلائل و براہین سے لیس کر کے مسلمان تا شیر کو قتل کر دیا۔ (والعباد باللہ من ذالک)

عن حبیبہ ورسولہ ﷺ احسن الجزاء

ڈاکٹر موصوف کا تیسرا شیطانی نکتہ: ممتاز قادری قاتل ہے اور اس کے جرم کی سزا ”سزائے موت“ ہے: پاکستان کی مختلف ایجنسیوں نے محافظ ناموس رسالت غازی ملک محمد ممتاز قادری پر بدترین تشدد کیا لیکن غازی ملک محمد ممتاز قادری کا ایک ہی موقف رہا ”میں نے ایک مرتد و گستاخ رسول کو مار کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ کی رضا حاصل کی ہے۔ میں نے کسی بے گناہ کو قتل نہیں کیا بلکہ سنت فاروق اعظم کے مطابق ایک مرتد کو مارا ہے۔“

نوائے وقت 2 اکتوبر 2011ء کے مطابق کورٹ میں حضرت غازی ملک محمد ممتاز قادری کے خلاف فیصلہ ان الفاظ میں سنایا ”آپ نے جو کام کیا ہے وہ اسلام کی رُو سے ٹھیک ہے مگر ملکی قانون میں آپ کو دفعہ 302 تب کے تحت سزائے موت اور دو لاکھ جرمانہ کی سزا دی جاتی ہے۔“ اس سے واضح ہے کہ غازی صاحب کے اقدام کو پاکستان کی کورٹ نے بھی اسلامی قرار دیا ہے۔

الحمد للہ! درج بالا وضاحتوں کے بعد روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ ڈاکٹر طاہر القادری نے دور حاضر کے غازی اعظم ”غازی اسلام“ محلف قانون تحفظ ناموس رسالت کو محض مردار دنیا کے حصول کے لئے قاتل کہا ہے اور غازی اسلام کے لئے سزائے موت تجویز کر کے قرآن و سنت کی صریح مخالفت کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے سابقہ مذہب کو بھی بُری طرح ذبح کیا ہے۔ اپیل:

لہذا ہر شخص سے جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہے اپیل ہے کہ وہ ڈاکٹر موصوف کو اسلام کا نمائندہ ہرگز نہ سمجھے بلکہ اس شخص کو رافضیوں، یہودیوں، قادیانیوں اور دیگر کفار کا حامی و ناصر اور ایجنٹ تصور کرے۔ ﴿وما علینا الا البلیغ المبین﴾



آزادی افکار سے ہے ان کی تباہی رکھتے نہیں جو فکر و تدبیر کا سلیقہ ہو فکر اگر خام تو آزادی افکار انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ ﴿علامہ محمد اقبال﴾



جوڑ فیروں سے نہ نانا اے طاہر القادری نوٹ اعظم کو بھلا یہ کیسے تو دکھلائے گا فرمودہ غوث کو تو نے پشت پیچھے ڈال کر ایک اعدائے صحابہ دوم گستاخ رسول گن میں تیرے کچھ اور ہے اور اسٹیج پر کچھ اور ہے اب سے رضائے مصطفیٰ منظر پہ لایا ہے تجھے اللہ تیرے دھوکہ میں نہ آئیں گے سنی ہم کوں گا وہ چلے گا تم نے سمجھا ہے غلط اب بھی کافی وقت ہے ہیں باب توبہ کے کھلے قادری کی لسٹ سے اب نام اپنا کاٹ دے دہلی پالیسی چلنے والوں کو کیا تو بتا؟ یہ امی ”تم“ نہ کہتا ”آپ“ کر کے بولتا

قادریوں کو نہ شرما اے طاہر القادری بے وفاؤں کا سا چہرہ اے طاہر القادری غلط ٹوٹنے دے دیا ”فتویٰ“ اے طاہر القادری تو نے سب کو ہے سینے لگایا اے طاہر القادری دے رہا ہے خود کو دھوکا اے طاہر القادری ہر بندہ ہے تجھ کو سمجھ گیا اے طاہر القادری چل پتہ تیرا ہے اب لگ گیا اے طاہر القادری میرے علماء بیٹھے ہیں زندہ اے طاہر القادری پڑھ لے تو استغفر اللہ اے طاہر القادری قادری بن کے نہ دے دھوکہ اے طاہر القادری خواب میں آئیں گے آقا اے طاہر القادری گر تیرا من صاف ہوتا اے طاہر القادری



ہم ل غلامی پہ رضا مند ہوا تو مجھ کو تو بگڑے تجھ سے ہے یورپ سے نہیں ﴿علامہ محمد اقبال﴾



لاہور ہائی کورٹ کے جج جناب جسٹس اختر حسین پر مشتمل یک رکنی بینچ نے 8 اگست 1990ء کو تاریخی فیصلہ سنایا جس میں نام نہاد ادارہ منہاج القرآن کے بانی مہمانی پروفیسر طاہر القادری کے حوالے سے حیرت انگیز انکشافات بلکہ حقائق بیان کیے گئے ہیں۔ یہ صرف فیصلہ ہی نہیں بلکہ موصوف کا شخصی پوسٹ مارٹم بھی ہے۔ اس فیصلے میں فاضل جج کی جانب سے ایسے ایسے الفاظ اور جملے استعمال کیے گئے ہیں کہ اگر انہیں حقائق بتلانے کی غرض سے بھی پیش کیا جائے تو پروفیسر صاحب کے وابستگان ”آئینہ انہیں دکھایا تو نہ امان گئے“ کے مصداق بن چکا ہوتا ہے۔ لیکن کیا کیا جائے اس امر کا کہ یہ الفاظ اور جملے ہماری طرف سے نہیں بلکہ لاہور ہائی کورٹ کے معزز جج کی طرف سے ادا ہوئے ہیں۔ اس لئے متاثرین پروفیسر صاحب ایمان کا دامن تمام کران حقائق کو کڑوا گھونٹ بھجھ کر گلے کی کوشش کریں اور جانیں کہ ان کا خمیر انہیں کیا راہ دکھاتا ہے؟

یہ فیصلہ متاثرین پروفیسر صاحب میں سے ان احباب کے لئے بھی دعوت فکر ہے جو غازی اسلام ملک ممتاز حسین قادری کے خلاف سیشن کورٹ کے فیصلے پر یہ کہتے ہوئے مصر ہیں کہ ملکی قانون کے مطابق عدالت کے فیصلے کو ماننا چاہیے۔ ہماری ان احباب کو کھلے دل سے دعوت ہے کہ پہلے وہ خود سیشن کورٹ سے بڑی عدالت یعنی ہائی کورٹ کے فیصلے کو تو من و عن قبول کرتے ہوئے اس پر عمل کریں پھر بعد میں ہم سے کوئی تقاضا انہیں زیادہ دیتا ہے۔ قارئین نوٹ فرمائیں کہ جس طرح یہ فیصلہ تاریخی ہے اسی طرح عدالت کے روبرو پروفیسر صاحب کا دیا گیا بیان بھی خاصا دلچسپ اور پنڈرائٹنگ ایکسپریٹ محمد اشرف ملک کے اس کیس کے حوالے سے چونکا دینے والے لرزہ خیز انکشافات بھی ریکارڈ کا حصہ ہیں۔

① یہ یک رکنی ٹریبونل حکومت پنجاب کے نوٹیفکیشن بتاریخ 30 اپریل 1990ء کے مطابق پنجاب ٹریبونلز آف انکوائری آرڈیننس 1969ء کی دفعہ 3 کے تحت قائم کیا گیا۔ ٹریبونل نے اس امر کی تحقیقات کرنی تھی کہ ڈاکٹر طاہر القادری جو ایک معروف عالم دین اور پاکستان عوامی تحریک کے چیئرمین ہیں، کی رہائش گاہ بمقام بلاک ایم ماڈل ٹاؤن لاہور پر 21 اپریل 1990ء کو صبح ایک بج کر چندرہ منٹ پر جوہر اسرار فالٹنگ کا سانحہ پیش آیا، کے پس پشت کون لوگ تھے؟ فالٹنگ کرنے والے نامعلوم افراد کون تھے؟ تفتیش کی حدود کار یہ تھیں:

- (i) یہ معلوم کرنا کہ ڈاکٹر طاہر القادری کی رہائش گاہ پر ہونے والی یہ اسرار فالٹنگ کا پس منظر اور نوعیت کیا تھی؟
- (ii) یہ معلوم کرنا کہ ڈاکٹر طاہر القادری کے باڈی گارڈ/ہاؤسی گارڈوں کی طرف سے کی گئی فالٹنگ کی نوعیت کیا تھی؟ وہ اس ضمن میں کس حد تک گئے؟

- (iii) یہ معلوم کرنا کہ فالٹنگ کرنے والے کون تھے؟ اور یہ کہ متذکرہ فالٹنگ کا محرک کیا تھا؟
- (iv) یہ معلوم کرنا کہ متذکرہ فالٹنگ میں ڈاکٹر طاہر القادری کی املاک کو کتنا اور کس حد تک نقصان پہنچا۔
- (v) (الف) متذکرہ فالٹنگ میں ملوث مجرموں کی گرفتاری اور صورتحال میں مقامی پولیس اور انتظامیہ کا کردار۔
- (ب) یہ معلوم کرنا کہ محاسبوں میں اگر کوئی ہے متذکرہ سانحہ میں کون کون ملوث ہے۔
- (vi) یہ معلوم کرنا کہ سانحہ کی تفتیش میں مقامی پولیس کا رویہ کیا تھا اور یہ کہ پولیس نے کس درجے کی تفتیش کا کام کیا ہے؟
- (vii) یہ معلوم کرنا کہ مقدمے کی سفارشات کے حوالے سے تفتیش کے دوران کس مستعدی سے کام لیا گیا اور یہ کہ پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری کی سیکورٹی کور (Security Cover) کے لیے سفارشات میں کہاں تک خیال رکھا گیا؟
- (viii) متذکرہ بالا مسئلے سے متعلق دیگر نکات:

② اثناء میں یہ میرے فاضل بھائی جناب جسٹس فضل کریم کو ٹریبونل کی ذمہ داری سونپی گئی۔ انہوں نے بارہ گواہوں کے بیانات قلم بند کیے۔ (TW1 to TW11) جن میں خود مسٹر قادری شامل تھے، جبکہ آگے چل کر موروثی 1990ء کو فاضل ایڈووکیٹ جنرل اور مسٹر قادری کے درمیان جرح کے دوران میں، طاہر القادری نے تفتیش کا اہم حصہ سے معذوری کا اظہار کر دیا۔..... اسی اثناء میں ان کے اعلامیہ بتاریخ 14 جولائی 1990ء کے بعد حکومت پنجاب نے ہائی کورٹ پر 30 اپریل 1990ء کے اصل نوٹیفکیشن میں ترمیم کرتے ہوئے مجھے جناب فضل کریم جج کی جگہ لکھا تھا کہ میں ”فالٹنگ“ کے سانحہ سے متعلق عدالتی تحقیق کو جاری رکھتے ہوئے پایہ تکمیل تک پہنچاؤں۔

③ اس اہم نکتے کا اعادہ ضروری خیال کیا جاتا ہے کہ مسٹر قادری نے 17 جولائی 1990ء کو ایک درخواست دائر کی جس میں ان کے دو بارہ اجراء پر اعتراضات کیے گئے، انہوں نے یہ شکایت بھی کی کہ میرے بیشتر و فاضل جج متعلق جملے میں ان کے نام نہانے تھے لیکن انہوں نے انکپشن نوٹ میں اس کا کوئی ذکر نہیں کیا تھا اور انہوں نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ عدالت کی اس رپورٹ کو روائی شروع کی جائے۔..... وہ (ڈاکٹر طاہر القادری) ان اعتراضات پر اس قدر بھنڈا اور مصر تھے کہ انہوں نے جملے میں اس بات کا اظہار کر دیا کہ اگر ان کا مطالبہ نہ مانا گیا تو وہ عدالتی کارروائی کا بائیکاٹ کر دیں گے۔

④ عدالت نے جملے میں اس بات کا اظہار کر دیا کہ اگر ان کا مطالبہ نہ مانا گیا تو وہ عدالتی کارروائی کا بائیکاٹ کر دیں گے۔ اس کے بعد 6 جولائی 1990ء میں ان اعتراضات اور مطالبات کو رد کر دیا گیا تھا جس کی بنا پر عدالت نے کارروائی کا بائیکاٹ کر دیا۔ مسٹر قادری کے بائیکاٹ کے بالقابل صوبائی حکومت نے اپنا موقف تبدیل نہ کیا اور عدالت کو اس کا اظہار کیا کہ وہ شہادتیں پیش کی جائیں۔ فی الحقیقت انہوں نے یہ درخواست کی تھی کہ مسٹر قادری کو عدالت میں اٹھانے کی اجازت دی جائے۔ لیکن حکومت پنجاب کی یہ درخواست 23 اگست 1990ء کے حکم نامے میں

مسٹر دی جا چکی تھی..... یہ خیال کیا گیا کہ چونکہ وہ (طاہر القادری) خود ساختہ رویے کے تحت کارروائی سے قطعاً تعلق کر چکے ہیں اس لیے غالباً وہ عدالت کے سوالات کے جوابات دینے کے لیے رضا مند نہیں ہوں گے اور ٹریبونل کے پاس چونکہ تو بین عدالت کے ضمن میں انہیں سزا دینے کا اختیار نہیں ہے اور ٹریبونل کے لیے زیادہ مناسب نہ سمجھا گیا کہ ان کے خلاف پنجاب ٹریبونل آر آف انکوائری آرڈیننس 1969ء کی دفعہ (4) 5 کے تحت شکایت درج کرے۔ رام کارنام شہنشاہ (1937ء اودھ AIR 168) کے مقدمے کی مثال پر بھروسہ کرتے ہوئے قاضی ایڈووکیٹ جنرل نے مطالبہ کیا کہ چونکہ وہ مسٹر قادری سے رُودر و سوالات مکمل نہیں کر سکے اس لیے موخر الذکر کے تمام بیانات زیر غور مسئلے سے خارج کر دیئے جائیں۔

یہ ایک سخت درخواست تھی لیکن اسے مسٹر قادری کی ہٹ دھرمی کے موجب قبول کرنا پڑا۔ نتیجتاً ان کے مکمل بیان کو خارج کرنا پڑا۔ حقیقت یہ ہے کہ مسٹر قادری نے کارروائی میں حصہ لینے سے گریز کیا، جبکہ حکومت نے سولہ گواہوں کو پیش کیا۔ (GWS 1 to 16) اس کے علاوہ سی ڈبلیوز بالترتیب ایک تا دو بحیثیت عدالتی و قمارتی ماہرین کو بھی جرح کے عمل سے گزرا گیا۔ اس سے قبل پیشرو فاضل جج کی طرف سے انہیں یہ ہدایت کی گئی کہ وہ متعلقہ مسئلے کے حوالے سے بلڈنگ کے حدود اربعہ اور تعمیر کی صحیح نشاندہی کرتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار کریں اور یہ کہ مختلف مقامات پر لگنے والی گولیوں کے بارے میں بھی بالتفصیل اظہار خیال کریں۔ شہادتوں کے آخر میں فاضل ایڈووکیٹ جنرل نے اپنے مقدمے کا مکمل جائزہ پیش کیا۔

۱) تحقیقات کا اہم سوال مشرقِ قادری کے گھرانہ ہا بے تحاشہ فائزنگ کے بارے میں تھا۔ یہ سوال ریفرنس کے ابتدائی تین نکات میں بھی یہ تکرار موجود ہے۔ معلوم یہ کرنا تھا کہ فائزنگ کا پس منظر کیا تھا، نوعیت کیا تھی، فائزنگ کس حد تک کی گئی؟ محرک اور نوعیت کیا تھی، اور یہ کہ ردِ عمل میں مشرقِ قادری کے ذاتی محافظوں کی فائزنگ کا انداز کیا تھا؟ گھڑے گھڑائے بیانات داغے گئے کہ دشمن گروہ نے فائزنگ کا ارتکاب کیا ہے۔ سید اکرم شاہ نے ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ پاکستان کو اسلام اور جوہری طاقت کے حصول سے محروم کرنے کے لیے ایک بین الاقوامی سازش تیار کی گئی اور چونکہ مشرقِ قادری نے اسلام میں ایک قابل ذکر اور بین الاقوامی حیثیت حاصل کر لی ہے، اس لیے انہیں اس کا نشانہ بنایا گیا۔ قدرت اللہ (PW 1) نے جو مشرقِ قادری کی اہلیہ کے بھائی اور مشرقِ قادری کے ذاتی محافظ ہیں، انکشاف کرتے ہوئے کہا کہ مشرقِ قادری کی مسلم لیگ، جماعت اسلامی اور اسلامی جمہوری اتحاد کے ساتھ سیاسی حریفانہ چشمک تھی، اس لیے یہی لوگ ان کے خون کے پیاسے تھے..... مشرقِ قادری نے اپنے ذاتی بیان میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ ان کے فقہ جعفریہ کے لوگوں کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں اور یہ کہ انہوں نے قادیانیوں کے خلاف مہملہ میں شرکت کی آمادگی ظاہر کرنے کے باوجود انہیں ناراض نہیں کیا تھا۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ اسلامی جمہوری اتحاد اور جماعت اسلامی کے قادیانیوں کی طرف سے ان پر حملہ کیا گیا۔ چونکہ

مسٹر قادری زود در رسوالا کے جوابات دینے سے انکار کرتے ہوئے کاروائی سے بھاگ گئے تھے اس لیے مقدمے کی مثال کے پیش نظر ان کے بیانات کو کوئی اہمیت نہ دی گئی۔

⑥ دوسرے مکاتب فکر کے لحاظ سے اس طرح کی بہت سی شہادتیں موجود ہیں کہ مذہبی معاملات میں خیالات خاصے مختلف ہیں۔ مفتی غلام سرور قادری (GW14) نے اپنے بیان میں کہا کہ مسٹر قادری قرآن پاک مبارکہ کا ترجمہ غلط کرتے رہے ہیں اور یوں انہوں نے خدائے عظیم و برتر پر کذب باندھا۔ انہوں نے کہا کہ احادیث مبارکہ کا ترجمہ بھی غلط کرتے ہیں۔

غلام سرور قادری نے اپنے بیان میں مزید کہا کہ مسٹر قادری نے غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے اپنے ادارے (منہاج القرآن) میں زیر تعلیم طلباء کی تعداد بارہ ہزار بتائی جبکہ وہاں صرف سو ڈیڑھ سو طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ انہوں نے ایک بار جمعہ کی نماز میں 45 منٹ تاخیر کر دی کیونکہ اس روز صدر ضیاء الحق اس مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے آ رہے تھے جہاں قادری صاحب خطیب تھے..... لیکن اگلے جمعہ میں اس دافستہ تاخیر سے مسٹر قادری منکر گئے۔ انہوں نے پہلے تو ایک خاتون کے حکمران ہونے کی مذمت کی لیکن بعد ازاں اپنے بیان کے برعکس کردار ادا کیا۔ میاں نواز شریف اور ان کے خاندان جس نے ان (قادری صاحب) کی ذات اور ان کے ادارے پر لاکھوں روپے خرچ کیا کے اس احسان کا بدلہ جس انداز سے انہوں نے دیا وہ بھی قابل مذمت ہے۔

ملک فیض الحسن (GW 15) نے جن کے مشرق داری کے ساتھ گہرے تعلقات رہے ہیں اور جنہوں نے انہیں ہجرت کی تکفیل و تعمیر میں بنیادی کردار ادا کیا، اپنے بیان میں مشرق داری کو احسان فراموش، ناشکرا، خود غرض، مہموں دولت کا پجاری، خود پرست اور شہرت کا بھوکا انسان قرار دیا ہے۔ انہوں نے اپنے بیان میں تفصیل کے ساتھ کہا کہ کمر طرح انہوں نے مشرق داری کی ابتدائی دنوں میں مدد کی۔ انہیں میاں محمد شریف سے متعارف کروایا جنہوں نے مشرق داری کے بیرون ملک علاج و معالجے پر بیماری رقم خرچ کی۔ بھارت میں ان کی المیہ کا علاج کروایا، انہیں سینٹ کی انجمنی صرف لے کر دی بلکہ اس کے لیے نقد روپیہ بھی فراہم کیا۔ یہ نوازشات ان کے ادارے کو دی جانے والی ایک سہولت تھی۔ (180) کنال اراچی کے علاوہ ہیں۔ انہوں نے اپنے بیان میں مزید کہا کہ مشرق داری سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے بے قرار تھے۔ سیاست میں آنے کا انہیں انتہائی شوق تھا اور یہ کہ مذہب سے ان کی محبت محض ایک ڈھونگ ہے۔

انہوں نے اس بات کی شدید مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ مسز قادی پر سیاسی بنیادوں پر حملہ کیا گیا ہے کہ ان کے بارے میں جو کہیں کہیں سنا جاتا ہے وہ سب سناٹے اور جھوٹ ہیں۔ ان کی جماعت میں شریکیت

ہے۔ اختر رسول شروع میں اس جماعت میں شریک ہوئے لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد اس سے نکل گئے۔ انہوں نے وضاحت کی کہ انہی بنیادوں پر انہوں نے کسی بھی ضمنی انتخاب میں نہ حصہ لیا اور سینٹ میں ان کی طرف سے کھڑے کیے گئے ایک امیدوار کو صرف تین ووٹ ملے۔ آخر میں انہوں نے کہا کہ ان کی رہائش گاہ پر ہونے والی فائرنگ ان کے ذہن کی اختراع ہے تاکہ اس طرح شہرت حاصل کی جاسکے بالخصوص پہلا پارٹی کے ذرائع کے ذریعے۔

⑥ بد قسمتی سے یہ تمام شہادتیں مسٹر قادری کے بائیکاٹ کی وجہ سے بے چیلنج رہ گئیں۔ یہ ان کا نجی فیصلہ تھا..... ان کی طرف سے پیش کیے گئے عذر نے کم از کم مجھے مطمئن نہیں کیا، انہوں نے جلد بازی سے فیصلہ کیا۔ متعلقہ معاملے میں اگرچہ ان کے بیانات کو خارج کر دیا گیا لیکن شہادتوں نے ان کے کردار کو خاصا نقصان پہنچایا۔ ان کی طرف سے پیش کیے گئے عذر کے باوجود جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ انہوں نے کس انداز سے پیہرا اکٹھا کیا، ان جیسے عالم دین سے ایسی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔ ان کی شاندار تعلیم، پیشہ ورانہ تفوق اور ابھرتے آئے عالم کی حیثیت تو ایک طرف، لیکن ان کے کردار کا یہ پہلو کمزور رہا جو ان جیسی مذہبی شخصیت سے کسی طرح بھی مطابقت نہیں رکھتا۔ وہ اپنے ذاتی مالی معاملات میں ملک فیض الحسن پر انحصار کرتے تھے، مکان کا کرایہ تک ان کی طرف سے ادا ہوتا تھا۔ میاں محمد شریف ایسے سرمایہ دار کی مدد سے انہوں نے گھر خریدا، اپنے بیٹوں کے لیے سینٹ کی انجینی حاصل کی، اسے چلانے کے لیے ان کی مدد سے سینٹ خریدا، اپنے علاج کے لیے بیرون ملک گئے اور اہلیہ کا علاج بھارت سے کر دیا۔ ان (میاں محمد شریف) کی گاڑیاں استعمال کرتے رہے، اور ان سے قرضہ بھی حاصل کیا۔ مفادات کے حصول کے لیے یوں لگتا ہے جیسے مسٹر قادری نے بھلکانا مناسب خیال نہ کیا لیکن مسٹر قادری کا رویہ ظاہر کرتا ہے کہ انہیں احسان شناسی کی قطعی کوئی پروا نہیں۔ ان کے رویے اور بیان میں شکرگزاری اور احسان شناسی کا قطعی کوئی عنصر نظر نہیں آتا۔ اس کے بجائے ان کے (مسٹر قادری) اور میاں شریف کے درمیان (ان کے بیانات کی روشنی میں یوں لگتا ہے جیسے) سخت دشمنی اور عناد کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ سانحہ کی کارروائی کا یہ ”پس منظر“ تھا اور کسی بھی شخص سے زیادہ مسٹر قادری اس کی تخلیق کے ذمہ دار ہیں۔

⑦ قطعی سوال یہ تھا کہ آیا مسٹر قادری کی رہائش گاہ پر گولیاں برسانے کا عمل انہیں قتل کرنے کی ایک کوشش تھی؟ شہادت کی روشنی میں ان کے گھر کے گیٹ پر دوسرا مسلح محافظ موجود تھے جو اتفاق سے فائرنگ کرنے والوں کو نہ دیکھ سکے۔ یہ دعویٰ کیا گیا کہ حملہ اچانک گھر کے عقب سے کیا گیا اور حملہ آور متصلہ گھر کے غسل خانے کی چھت پر کھڑے تھے۔ جائے وقوعہ کا نقشہ مختلف مقامات کے تعین کے لیے خاصا مدد معاون ہے۔ چھوٹے سے غسل خانے کی چھت سے 22 عدد خول اکٹھے کر کے دکھائے گئے۔ حتیٰ کہ کہا گیا کہ اس جگہ خون کی ایک خاصی مقدار بھی پائی گئی۔ پاؤں کے نشانات کے بارے میں دعویٰ کیا گیا کہ متصلہ گھروں 262 اے اور 262 بی کی طرف جاتے ہیں۔ مسٹر قادری نے بذات خود دس عدد خول

پولیس کے حوالے کیے (اگر مسٹر قادری کی رہائش گاہ بالخصوص ان کی طرف سے پیش نظر رہے تو یہ یقین کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ متصلہ دونوں گھروں کے غسل خانوں کی چھتوں سے مسٹر قادری کی خواب گاہ کو نشانہ بنایا جاسکے۔ دونوں مقامات کے درمیان خاصا فاصلہ ہے) اور یہ بھی کہ وہ مخصوص حصہ ان (قادری صاحب) کے گمن پاورچی خانے سے ڈھکا ہوا ہے لاؤنج اور سب سے بڑھ کر خواب گاہ کی دیوار کے پار وہ سو رہے تھے..... ملک محمد اشرف، سپرنٹنڈنٹ پولیس اور فورنسک سائنس لیبارٹری کے انچارج (CW 2) کا بیان خاصا تجسس انگیز ہے۔ انہوں نے متعلقہ معاملے کا گہری نظر سے جائزہ لیا۔ انہوں نے انکشاف کیا کہ مسٹر قادری نے بذات خود ان جگہوں کی نشاندہی کی جہاں جہاں گولیاں لگیں۔ رہائش گاہ کے اندر انہیں کی تعداد تھی جبکہ بقیہ تین نشانات بیرونی دیوار پر ثبت تھے۔ انہوں نے یہ بات بھی بتائی کہ تین نشانات بیرونی دیوار کی باہر کی طرف تھے اور چار نشانات پاورچی خانے کی بیرونی دیوار پر تھے جو گولیاں لگنے سے محبت ہو گئے۔ بقیہ وہ نشانات جو مسٹر قادری کی خواب گاہ کی دیوار اور دروازے پر موجود ہیں گولیوں کے نشان نہیں ہیں۔ اس کی وجوہات بیان کرتے ہوئے انہوں (ملک محمد اشرف) نے بتایا کہ وہ گولیاں جو متصلہ گھر کے غسل خانے کی چھت سے آ رہی تھیں، ترجمہ تھیں اور وہ اس قابل بھی نہیں تھیں کہ لاؤنج میں داخل ہو سکیں چہ جائیکہ وہ مسٹر قادری کی خواب گاہ کو جا لگتیں۔

اس نے لاؤنج کی اندرونی چھت پر ایک نشان دیکھا جو اس کے اندازے کے مطابق ملحقہ مکان کے غسل خانے کی چھت پر سے چلائی جانے والی گولی کا نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ شیشے پر چلائی جانے والی ایک گولی کا نمونہ یہ ظاہر کرنے کے لیے لایا کہ وہ فرق واضح کیا جاسکے جو مسٹر قادری کی کھڑکی کے شیشے پر بنائے گئے نشان اور اصل گولی کے نشان میں ہوتا ہے۔ اس نے یہ ثابت کیا کہ قادری صاحب کی کھڑکی کا نشانہ مصنوعی تھا کیونکہ اس سے شیشہ ریزہ ریزہ نہیں ہوا۔ یہ رائے بُری ہو یا بھلی لیکن یہ ماہر اندر رائے تھی جو میرے فاضل پیش رو کے حکم پر حاصل کی گئی تھی اور گولیوں کے نشانات کی جگہ کی نشاندہی اور ان کی گہرائی کسی اور شخص نے نہیں بلکہ خود مسٹر قادری نے کی تھی۔ اگرچہ اس کی شہادت ایک طرف تھی لیکن اس کے لیے مسٹر قادری کو تحقیقات سے علیحدگی اختیار کرنے پر خود کو الزام دینا چاہیے۔ 22 نشانات میں سے سات یا آٹھ نشانات کو آتشیں اسلحہ کے نشانے قرار دیا جاسکتا ہے لیکن یہ بھی کلاشکوف سے نکلے ہوئی گولیوں کے نشانات کی باڑھ نہیں تھی۔ بلکہ یہ ایک ایک کر کے چلائی ہوئی گولیاں تھیں۔ ایک دشمن کبھی بھی یکے بعد دیگرے ایک ایک گولی چلانے پر اکتفا نہ کرتا اور رات کے اس اڑے وقت میں تو اسے 27 یا 28 گولیاں چلانے اور 8.62 قسم کے جدید ہتھیار کی میگزین خالی کرنے کی جلدی تھی۔ اس تاثر کو اس بات سے بھی تقویت ملتی ہے کہ موقع واردات سے بہت کم تعداد میں خول ملے ہیں۔ 22 میں 10 خول تو خود مسٹر قادری نے فراہم کیے۔ یہ 22 خول غسل خانے کی چھت سے جمع کیے گئے تھے۔ مسٹر قادری کے گواہ قدرت اللہ (PW 1)

نے بتایا کہ خود اس نے تین میگزین خالی کیے اور ہر میگزین میں 27 گولیاں تھیں۔ گویا اس نے جو گولیاں چلائیں ان کی کل تعداد 81 بنتی ہے۔ اس کے برعکس پولیس نے موقع پر صرف 32 خول جمع کیے اور یہ 81 گولیوں کی تعداد سے کوئی مطابقت نہیں رکھتے۔
 ③ مسٹر قادری کا موقف ایک اور وجہ سے بھی متزلزل ہو جاتا ہے۔ دس خول میں سے جو مسٹر قادری نے پولیس کو پیش کیے ان میں سے چار کو فارینسک ایکسپرٹ نے مسٹر قادری کی کلاشکوف سے متعلق بتایا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دشمن نے موقع پر سب خول نہیں چھوڑے۔ مزید برآں چھت پر سے 22 خولوں کی برآمدگی ناممکن تھی کیونکہ فارینسک ایکسپرٹ نے بتایا کہ گولیاں 30 سے 35 فٹ کے فاصلے سے چلائی گئی تھیں۔ اس چھوٹے سے غسل خانے کی چھت 9-7 فٹ کے فاصلے پر جاتیں..... یعنی یہ ملحقہ مکان کے کمرے میں جا کر گر گئیں اور ان میں سے کوئی گولی بھی چھت پر نہ ملتی۔ اس لیے انہیں چھت پر سے برآمد کرنا تکنیکی طور پر غلط ہے۔ دوسری مشتبہ بات چھت پر سے خاصی تعداد میں خون کی دستیابی اور پھر اس خون کے نشانات کی لکیر کا ساتھ کے دو تین مکانوں تک چلے جانا۔ کیسائی معائنہ کرنے والے نے بتایا کہ یہ خون جما ہوا نہیں تھا، جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ خون ادویات کیسائی اجزاء سے بنایا گیا تھا تاکہ اسے محفوظ رکھا جاسکے۔ دو یا تین مکانوں تک جانے والے خون کے نشانات اتنے لمبے تھے کہ انہیں کوئی زخمی شخص اپنے پیچھے اتنی دور تک نہیں چھوڑ سکتا۔ اگر اسے جلدی واپس جانا تھا تو خون کی لکیر مقدار میں چھوٹی ہوتی۔ پھر سوال یہ بھی ہے کہ زخمی شخص دائیں طرف دیوار پر دیوار کیوں پھلاٹتا چلا گیا۔ مکان نمبر 261 سے باہر نکلنے کا آسان ترین راستہ اس کا صدر دروازہ تھا لیکن یہ دروازہ استعمال ہی نہیں کیا گیا۔ اس بات کا جواب بھی درکار ہے کہ حملہ آوروں نے فرار ہونے سے پہلے متعدد مکانوں کو عبور کرنا کیوں مناسب سمجھا؟ یہ غیر معمولی بات اس کہانی کو غیر معمولی کر دیتی ہے۔

④ اگلا اہم نکتہ یہ ہے کہ کیا مقامی پولیس نے تحقیقات عمل میں لانے میں کوتاہی برتی ہے؟ ایس ایچ او (GW1) اور ڈی ایس پی (GW1) کی شہادت ظاہر کرتی ہے کہ تحقیقات کے معیار پر کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ تھانیدار کو تحریری شکایت مسٹر قدرت اللہ (PW2) نے دی اور اس نے خواہش کی کہ مسٹر قادری سے بھی اسی بارے میں دریافت کیا جائے لیکن انہوں (مسٹر قادری) نے خود اس قسم کے تعاون سے گریز کیا۔ ڈی ایس پی نے بھی اس کیس کی جزدی تحقیقات کے علاوہ پولیس گشت میں اضافہ کر دیا۔ انہوں نے خول جمع کیے۔ خون آلود مٹی حاصل کی۔ موقع کا نقشہ تیار کیا۔ ایکسٹرنل میٹر حاصل کی اور اس چالان کی تکمیل کے لیے دیگر کارروائی کی لیکن وہ مسلسل شکایت کرتے رہے کہ مسٹر قادری نے ان سے تعاون نہیں کیا۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک مہمان محمد افضل گھر میں موجود تھا۔ وہ اس سے بھی تحقیقات میں مدد حاصل کرنا چاہتے تھے تاکہ کچھ متعلقہ معلومات حاصل ہو سکیں لیکن اسے غائب کر دیا گیا اور پھر بھی تحقیقاتی افسر کے سامنے پیش نہیں کیا گیا۔ جس کی وجہ سے صرف مسٹر قادری کو معلوم ہیں۔ خول فارینسک سائنس لیبارٹری کو بھیجے گئے اور خون آلود مٹی

بھی معائنہ کے لیے ارسال کی گئی۔ فارینسک ایکسپرٹ کی رائے قادری صاحب کے کیس میں معاونت نہیں کرتی۔ ان کی رائے مجموعی طور پر یہ ہے کہ قادری صاحب کے گھر پر جو نشانات ہیں وہ مصنوعی طریقے سے بنائے گئے خون کے کیسائی معائنہ نے بھی ظاہر کیا کہ موقع پر کسی کی گولی نہیں لگی کیونکہ اس خون میں قدرتی خون کی طرح جے ہوئے عناصر نہیں تھے۔ چودھری ریاست علی ایڈووکیٹ (PW9) نے یہ دریافت کرنے کی ناکام کوشش کی کہ ان دنوں مختلف مقامی ہسپتالوں میں کہیں کوئی شدید زخمی داخل ہوا ہے؟ پولیس مقامی ہسپتالوں میں کسی شدید زخمی کے داخلے کا سراغ نہ لگا سکی۔ نتیجتاً واقعات کو گھڑنے کی بات درست تھی اور مسٹر قادری کے خلاف رائے کو تقویت ملتی تھی۔

⑩ ہم نے قرب و جوار میں رہنے والے لوگوں سے بھی تحقیقات کی، اس سلسلے میں ملحقہ مکان نمبر بی 261 ماڈل ٹاؤن ایکسٹینشن لاہور کا معائنہ کیا گیا۔ اس شخص کے مکان کے غسل خانے کی چھت سے مسٹر قادری کے مکان پر مبینہ طور پر گولیاں چلی تھیں۔ تاہم اس نے کہا کہ میں نے اپنے غسل خانے کی چھت سے کسی کو گولیاں چلاتے ہوئے نہیں دیکھا، اگر گولیاں سوا ایک بجے سے سوا دو بجے تک چلتی رہی تھیں تو اس آبادی کے باشندگان اور بالخصوص ملحقہ مکان کے مالک (GW5) تو حملہ آوروں کو ضرور دیکھتے۔ یہ امر بھی اس واقعے کی صداقت کو مشتبہ بناتا ہے۔

⑪ مقامی پولیس کی تحقیقات سے غیر مطمئن ہو کر مسٹر قادری نے ایف آئی اے کے پاس ایک اور شکایت درج کرائی۔ مشتاق احمد بنام ایس ایچ او پولیس اسٹیشن مناواں لاہور ایک واقعے کے بارے میں دوسری یا اس کی جوابی درخواست دائر نہیں ہو سکتی۔ مزید برآں سیکشن 3 کو اگر ایف آئی اے ایکٹ 1974ء کے شیڈول کے ساتھ پڑھیں تو ظاہر ہوتا ہے کہ 307 پی پی سی کے کیس میں ایف آئی اے داخل انداز نہیں ہو سکتا۔ فاضل ایڈووکیٹ جنرل کا یہ موقف درست معلوم ہوتا ہے۔ اس کے پاس کیس درج کرانے کا مقصد یہ تھا کہ وہ صوبائی حکومت سے بالادستی حاصل کریں۔ یہ اقدام معمول کی شکایت کے برعکس سیاسی نوعیت رکھتا ہے۔ تحقیق اگرچہ گواہ (GD 16) کے مطابق کرائم برانچ ہی کر رہی تھی لیکن مذکورہ تصور بے داغ نہیں ہے۔ پولیس تحقیقات میں کوئی خرابی نہیں تھی۔ خصوصاً اس صورت میں جب یہ خیال تقویت حاصل کر رہا تھا کہ مسٹر قادری عدم تعاون کر رہے تھے۔

⑫ فاضل ایڈووکیٹ جنرل نے متعدد دوسرے نکات بھی پیش کیے جن کا مقصد یہ ظاہر کرنا تھا کہ وقوعہ حقیقی نہیں تھا۔ شہادت یہ بھی پیش کی گئی کہ مسٹر قادری اور ان کے رفقاء نے ایک ہتھیار دار جلوس نکالا تھا اور دفعہ 144 کی خلاف ورزی کی تھی چنانچہ ان کے اسلحہ کے لائسنس منسوخ کرنے کا معاملہ چل رہا تھا۔ ایڈووکیٹ جنرل کی رائے میں اسلحہ افسروں کو بچانے کے لیے بھی مذکورہ واقعے کا ضمیمہ رچایا جاسکتا تھا اور ایک طرف کارروائی اس موقف کو بڑی حد تک ثابت کرتی ہے۔

اس وقوعہ کو عمل میں لانے کی دوسری وجہ شہرت اور تشہیر حاصل کرنا بھی ہے جس کے مسٹر قادری شدید خواہش مند ہیں کہ اپنے آپ کو مرید بن کر روینے سے بھی گریزاں ہیں۔ اس بات پر اصرار کیا گیا کہ جب میاں محمد شریف نے انہیں دولت کے بے پناہ وسائل فراہم کر دیئے تو مسٹر قادری جو اس میدان میں نہتے تھے قناعت نہ کر سکے۔ انہوں نے میاں محمد شریف ہی کے خلاف حماد کھڑا کر دیا حالانکہ وہ ان کے محسن تھے۔ ان (مسٹر قادری) کا معیار زندگی اچانک بلند ہو گیا ہے اور یہ ان کے ذرائع آمدن سے غیر متناسب ہے۔ فاضل ایڈووکیٹ جنرل کا خیال ہے کہ انہوں (مسٹر قادری) نے آئی جے آئی اور پیپلز پارٹی کے اختلافات کو ایکسپلاٹ کیا اور پی پی پی سے اس کی بہت بڑی قیمت وصول کی۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ مرکزی حکومت نے آسانی سے ان کی ایف آئی آر درج کر لی حالانکہ وہ جانتے تھے کہ مسٹر قادری کی درخواست (ایف آئی اے) کے دائرہ کار سے باہر ہے۔ اس کے علاوہ اس انکوائری میں وکلاء کے اس گروہ کی طرف بھی توجہ دلائی گئی جو مسٹر قادری کی مدد کر رہا تھا۔

راجہ محمد انور ایڈووکیٹ وغیرہ جیسے کئی افراد وکیل تھے جن کی وابستگیاں پیپلز پارٹی کے ساتھ ڈھکی چھپی نہیں۔ پھر یہ دلچسپ لائی گئی کہ پیپلز پارٹی کو اپنی سرگرمیوں میں مذہبی رنگ بھرنے کے لیے کسی مذہبی آدمی کی ضرورت تھی جو ان کو جناب قادری کی شکل میں بڑی آسانی سے مل گیا جو مواقع کے حصول کے لیے اپنی تیزی کے باوجود اسلامی جمہوری اتحاد اور اس کی لیڈر شپ کو ضرر پہنچانے کے لیے پیپلز پارٹی کے بہترین مددگار بن سکتے تھے۔ مندرجہ بالا نکات میں ہر ایک اپنی جگہ کچھ وزن رکھتا ہے اور مقدمہ کے خاص حالات میں انہیں بالکل ہی بے غفلت قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ان میں سے ہر ایک نکتہ کو جناب قادری کے خلاف نتیجہ خیز بنانے کے لیے مناسب مواد موجود تھا۔ ایک گواہ نے انکشاف کیا کہ جناب قادری کے پاکستان پیپلز پارٹی کی اعلیٰ قیادت کے ساتھ بے تکلفانہ تعلقات تھے۔ یہ مقدمہ ایک ایسی ایجنسی کے ہاں بھی رجسٹر ہوا جو کہ اختیار سماعت کی مجاز نہ تھی اگرچہ انہیں وکلاء کے پینل کی مدد حاصل تھی پھر بھی ایسے اشارات موجود تھے جیسے وہ اسلامی جمہوری اتحاد کی قیادت کو ضرر پہنچانے سے پوری طرح باخبر ہیں۔

(15) آخری نکتہ جناب قادری کی ذہنی کیفیت کا آئینہ دار ہے۔ ان کے خوابوں کا حوالہ دیا گیا جو سرون نہیں دیکھے گئے تھے۔

(16) ان تمام وجوہ کی بنا پر میرے جوابات بحوالہ حالات درج ذیل ہیں:

(i) بیان کردہ فائرننگ، حقیقی واقعہ نہیں تھا۔

(ii) مسٹر قادری کا نقصان ان کی اپنی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

(iii) مقامی انتظامیہ نے ہر ممکن طریقے سے صورتحال میں اپنا ضروری کردار ادا کیا۔

a (iv) ان کے ہمسایوں میں سے کوئی شخص اس واقعہ میں ملوث نہیں تھا۔

(v) مقامی پولیس نے مقدمہ کی تفتیش کے لیے مناسب اقدامات کیے تھے۔

(vi) برق رفتاری سے کی گئی تفتیش کے دوران میں کوئی خصوصی ہدایت نہیں دی جاسکتی تھی۔ یہ پولیس اور کرائمز برانچ کی امدادی تھی کہ وہ جلد از جلد مقدمے کو نمٹائے۔ بہر حال مسٹر قادری کے حفاظتی انتظامات کو ایک سے زائد وجوہ کی بنا پر مزید بہتر بنایا جاسکتا تھا۔

(vii) مسٹر قادری نے کارروائی کا بینک اکاؤنٹ کر دیا لیکن اپنی پریس کانفرنس میں انہوں نے اس بارے میں تبصرہ ہادی میں ذرا ہچکچاہٹ محسوس نہ کی۔ بالخصوص گواہان ملک فیض الحسن اور مولانا غلام سرور قادری کو ناقابل اعتماد قرار دیا۔ اصرار کیا گیا کہ ان کے بعض خواب آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخی کے مترادف ہیں (مثلاً یہ کہ) انہوں نے دعویٰ کیا کہ ایک خواب میں آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ان کی عمر 33 برس سے بڑھا کر 66 برس کر دی گئی ہے لیکن پھر ان کے اعتراض پر کہ ان کی عمر آنحضرت ﷺ کی اپنی عمر سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے چنانچہ عمر کم کر کے 63 سال کر دی گئی۔ ان کے اس لابیٹری طرز عمل سے یہ نتیجہ نکالا گیا کہ مسٹر قادری ذہنی طور پر ایک بیمار آدمی ہیں۔ اس لیے وہ اپنے دشمنوں سے جو کوئی بھی ہو سکتے ہیں حدودِ خوفزدہ ہوئے بلکہ ”دشمن فوبیا“ میں مبتلا ہو گئے۔ لیکن ان دلائل کو آسانی سے زیر بحث لایا جاسکتا تھا۔

یہ واقعہ کہ مسٹر قادری اپنے مخصوص خوابوں کو بیان کرنے کے لیے بے قرار رہتے ہیں یا ان کے غیر صحت مندانہ ذہن کی عکاسی کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کو خواب آتے بھی ہوں۔ لیکن ان کے تعصبات کو بھی بالکل نظر انداز نہیں کیا جاسکتا جبکہ وہ اپنے خوابوں کو ایک خاص انداز میں بیان کرتے ہیں اور اپنی شخصیت کو ایک خاص رنگ دیتے ہیں۔ اس ذہنی ساخت کی حامل شخصیت سے ہر چیز ممکن ہے۔ نصف رات کے وقت ان پر مسلح آدمیوں کے حملے کے ڈرامے کو بھی اس میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ آرڈیننس میں ٹریبونل کو یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ وہ اپنی توہین پر کوئی سزا دے سکے (قانون میں) اس غلاء کی بنا پر میرے فاضل پیش رو جسٹس فضل کریم نے انکوائری کو مزید آگے بڑھانے سے معذوری ظاہر کر دی تھی۔ مزید یہ کہ انکوائری کے دوران جناب قادری نے عدالت کے اندر اور باہر سخت تنقید کی۔ ان خامیوں کے ازالہ کے لیے آرڈیننس میں مناسب ترامیم کی ضرورت ہے۔

دستخط: اختر حسین

ایک رکنی ٹریبونل

مورہ: 08-08-1990

49	سایوں اور ہمایوں پر اعتماد نہ رہا	محمد یونس
52	بی بی کو اپنی بے اعتدالی کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا	پروفیسر متین الرحمان
55	گندی رائے کے اظہار کی آزادی جوتے کی نوک پر	حافظ شفیق الرحمن
59	غازی ممتاز قادری فیس بک کا سب سے مقبول موضوع	

جنوری 2011

3	بارہ ربیع النور شریف	مولانا حسن رضا خاں بریلوی
4	اداریہ کیا پارلیمنٹ دینی امور کی تشریح کر سکتی ہے؟	محمد وحید نور
6	عشق چوگاں باز میدانِ عمل	علامہ حافظ خادم حسین رضوی
11	اوصاف مصطفیٰ	علامہ سید جعفر برزنجی مدنی
14	نبی کریم کا اخلاق کریمانہ اور انتخاب و فضیلت	علامہ اسماعیل ابن کثیر شافعی
16	نور محمدی کی جلوہ گری	علامہ شہاب الدین احمد بن حجر مکی
20	سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بقول سرور کائنات کی دنیا میں تشریف آوری	علامہ عبدالرحمن ابن جوزی
22	اسلام میں عید کا تصور	علامہ سید محمود احمد رضوی
25	نبی کریم کے زمانہ بچپن کے معجزات	علامہ ملا علی قاری
29	میلا د شریف منانا اولیائے امت کا معمول	مولانا محمد سعید احمد مجددی
33	مہفل میلاد کے موقع پر امام احمد رضا کا الہامی خطاب	امام احمد رضا خاں بریلوی



جنوری 2011

3	ناموس رسالت کے لیے جان ہے حاضر	سید عارف محمود مجبور رضوی
5	اداریہ چھ بتا دو گستاخ نبی کو غیرت مسلم زندہ ہے + میڈیا کی آزادی یا آوارگی؟	محمد وحید نور
18	ملک ممتاز حسین قادری	
19	نبی کریم کے ظاہری پردے کے بعد امت پر تعظیم و توقیر کا وجوب	ابوالفضل قاضی عیاض مالکی
22	گستاخی رسول کو معاشرے کے لیے قاتل قبول بنانے کی ناپاک کوششیں	ارشاد احمد عارف
25	مسئلہ توہین رسالت	انصار عباسی
29	کائنات کے گستاخ	چودھری محمد رفیق ہاجوہ
32	ناموس رسالت	ضیاء محمد ضیاء پسروری
33	گستاخ رسول واجب القتل	قاضی عیاض مالکی
39	سلمان تاثیر کا قتل یا شہادت	آفتاب کبیر
42	اس کی تھی یہی سزا مارا گیا اچھا ہوا	پروفیسر ہابر حسین بابر
43	انٹرویو: دکتلا غازی ممتاز قادری	

14	یورپی یونین کا عالم اسلام کے خلاف مصلحتی جنگ کا اعلان	62
----	---	----

اپریل 2011

1	اداریہ قوموں کی حیات ان کے تخیل پہ ہے موقوف	3
2	ناموس مصطفیٰ ﷺ پہ جوانی لٹائیے	9
3	عشق و ایمان کا کردار	11
4	کس سے منصفی چاہیں	13
5	فتنہ قادیانیت	15
6	منہج قادیان مرزا قادیانی	21
7	میرے نبی سے میرا شکل بھی تھا اور آج بھی ہے	24
8	قادیانیوں کی اپنی جماعت کے خلاف بغاوت	26
9	قادیانی اجتماع کرنے کی ناکام کوشش	29
10	دارالافتاء (خاتم النبیین کے معنی اور تفسیر)	33
11	مکتبہ دارالسلام کا طریق متلوس یا تحقیق	36
12	مجدد نعت کا کوئی نہیں ہے	46
13	فتنہ گوہر شاہی کے عقائد کا مطالعہ	48
14	کرسی نامہ	57
15	امین و امان کا ایک ہی راستہ	58

12	نہر قدسی	47
13	عید میلاد النبی ﷺ	48
14	منکرین میلاد شریف کے اعتراضات کے جواب	52
15	ولادت النبی کی خوشی منانے سے کافروں کو فائدہ	63

مارچ 2011

1	اداریہ شدت پسند کون؟	3
2	روح محمدی بدن سے نکال دو	8
3	قرآن مجید اور ختم نبوت	14
4	اہم شرعی فیصلہ	24
5	سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی	25
6	غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی	39
7	حقیقت میں وہ مروجہ وہ غازی لے گیا بازی	40
8	گورنر کا جنازہ	47
9	غازی اسلام ملک ممتاز حسین قادری	48
10	مذہبی رجحانات اور مغرب کا ادیلا	50
11	پوپ حقائق نہ جھٹلائیں	53
12	پوپ نے اپنی مقبولیت بحال کرنے کے لیے قانون تحفظ ناموس رسالت کو نشانہ بنایا	56
13	ملعون عیسائی پادری میری جوتڑکی ہفتوات	59

مئی 2011

1	اداریہ: قانون تحفظ ناموس رسالت ﷺ پر مغربی یلغار کے	محمد وحید نور	3
2	مسئلہ ختم نبوت کی نزاکت اور سیدنا صدیق اکبر ﷺ کی غیرت ایمانی	علامہ حافظ خادم حسین رضوی	6
3	نہی سے وفا پہچان ہے صدیق اکبر کی	محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری	10
4	خلیفہ اول: سیدنا صدیق اکبر ﷺ	پروفیسر محمد اکرم رضا	11
5	تحفظ ناموس رسالت ﷺ	مفتی ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی	18
6	قربان ہو جان حرمت و ناموس نبی ﷺ پر	محمد اقبال فاروقی، بھکر	38
7	ملعون ٹیری جونز اور اقوام متحدہ کا کردار	اشتیاق بیگ	40
8	نومولود عیسائی انتہاء پسند	ڈاکٹر عبدالقدیر خان	42
9	عظمت قرآن کریم	محمد اسحاق	47
10	ملعون امریکی پادری کی اسلام مخالف مہم	صفی علی اعظمی	53
11	پاکستان میں قادیانیوں کا غیر قانونی عدالتی نظام	رانا ابرار چاند	56
12	حکمرانوں اور غریبوں کے علاج میں فرق	اعجاز احمد	61
13	خاک میری زمیں خون میرا وطن	سید عارف محمود مجبور رضوی	63

جون 2011

1	اداریہ: اس رزق سے موت اچھی جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی کے	محمد وحید نور	3
---	---	---------------	---

2	نبوت اور عقیدہ ختم نبوت	عزیز محمود صدیقی	15
3	ضبط الکلام فی رد الغلام	مولانا پیر غلام رسول قاسمی	27
4	پوچھتے کیا ہو عرش پہ یوں گئے مصطفیٰ کہ یوں	امام احمد رضا خاں بریلوی	36
5	معراج النبی ﷺ	علامہ سید محمود احمد رضوی	37
6	معراج شریف	سید عارف محمود مجبور رضوی	41
7	دور صحابہ کے بعد اسلامی جہاد میں علماء کا حصہ	مولانا شبنم کمالی	42
8	ذرا غم ہو تو یہ مٹی بڑی ذرخیز ہے ساقی!	خالد عمران	56
9	ملکی سالمیت پر حملہ	پروفیسر متین الرحمن مرتضیٰ	59
10	دروغ با فروغ	پروفیسر خباب احمد خاں	62

جولائی 2011

1	اداریہ: قانون تحفظ ناموس رسالت ﷺ پھر سازشوں کے زعمے میں کے	محمد وحید نور	3
2	عقیدہ ختم نبوت قرآن و سنت کی روشنی میں	علامہ مشتاق احمد نظامی	5
3	حیات مسیح ﷺ	مولانا پیر غلام رسول قاسمی	17
4	کروں تیرے نام پہ جاں فدا	امام احمد رضا خاں بریلوی	26
5	یوسف کذاب	سید ارتضیٰ علی کرمانی	28
6	مرزائی مناظر کا قبول اسلام	خواجہ قمر الدین سیالوی	36
7	قادیانی غنڈہ گردی	سیف اللہ خالد	38
8	چناب نگر میں قادیانی غنڈہ گردی	خصوصی رپورٹ	41
9	کرتا ہے ہم کو حاکم و فرماندار	سید عارف محمود مجبور رضوی	44

ستمبر 2011

3	محمد وحید نور	1 ادارہ 7 ستمبر 1974ء کی فتح عظیم + قارئین کے لیے خوشخبری ہے
8	علامہ سید محمود احمد رضوی	2 عید کا شرعی پروگرام
11	ذوالفقار علی بھٹو	3 7 ستمبر 1974ء کو وزیراعظم بھٹو کی جانب سے قومی اسمبلی میں کی گئی تقریر کا مکمل متن
18	سید عارف محمود مجبور رضوی	4 مجبور فیض ختم نبوت کا عام ہو
20	وزارت قانون	5 حکومت پاکستان کی جانب سے قانون تحفظ ناموس رسالت کے متعلق تازہ ترین فیصلہ
51	مولانا مفتی ابوداؤد محمد صادق رضوی	6 انگریزوں کے حامی و مخالف علماء
59	ابو عمر مصری	7 دجال قادیان مرزا قادیانی کے نام نہاد روزے
63	سلیمان احمد عباسی	8 جگہ دیشی آئین میں لفظ ”اللہ“ نکالنے پر ہنگامے

اکتوبر 2011

3	محمد وحید نور	1 ادارہ 7 یار رسول اللہ آپ کے چاہنے والوں کی خبر + کیا خبر تھی کہ لے کر چراغ مصطفوی ہے
24		2 عاشقوں کی بزم میں وہ منفرد ممتاز ہے
25	نجم الحسن عارف	3 غازی ممتاز قادری کی سزا ایک نیا محاذ
30	مرزا عبدالقدوس	4 ایک ممتاز حدیثی فیصلہ
33	توفیق آصف + حشمت حبیب + حبیب الوہاب الخیری + احمد اویس الیہ ویکٹ	5 غازی ممتاز قادری کو سزا قانون دالوں کی نظر میں

45	ڈاکٹر نور احمد شاہ تاز	10 اسلامی نظام میں حدود و تعزیرات کی حکمت
49	ڈاکٹر عبدالقدیر خان	11 ہمارا قابل فخر علمی ورثہ
53	محمد سراج الدین شریفی	12 یہود و نصاریٰ کی کارستانیاں
61	سید عارف محمود مجبور رضوی	13 سانحہ ایبٹ آباد
62	انور یوسف	14 قومی سلامتی کے تقاضے اور ہم

اکتوبر 2011

3	محمد وحید نور	1 ادارہ 7 شرم تم کو گمراہی نہیں + مجاہد کبیر علامہ فضل حق کے یوم شہادت کے 150 سال ہے
9	خواجہ قمر الدین سیالوی	2 علامہ فضل حق خیر آبادی
16	علامہ سید محمود احمد رضوی	3 احکام و مسائل رمضان اور چند یادگار تاریخیں
28	علامہ محمد علی صابونی مکی	4 تعداد رکعات تراویح
32	ڈاکٹر نور احمد شاہ تاز	5 نماز تراویح میں چند توجہ طلب پہلو
38	سید عارف محمود مجبور رضوی	6 مولانا سید کفایت علی کافی
39	علامہ جلال الدین ڈیودی	7 خدا را اتارخ سے انصاف کریں
44	ڈاکٹر مجیب احمد	8 پاکستان کے حقیقی معمار کون؟
49	مولانا محمد فیض احمد اویسی	9 دو قومی نظریہ اور علمائے اہلسنت
54	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری	10 نعمت خداوندی پاکستان اور ہماری چند کوتاہیاں
61	خصوصی رپورٹ	11 رمضان میں کراچی میں قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیاں

6	غازی ممتاز حسین قادری	پروفیسر متین الرحمان	38
7	حضرت غازی علم دین شہید	پیر عیسیٰ احمد جمال	41
8	غازی علم الدین شہید کا مقدمہ اور قائد اعظم کی وکالت	محمد حنیف شاہد	45
9	امریکہ میں آنیاں جانیاں		52
10	نہیں ہے کوئی خالی از معائب	سید عارف محمود مجبور رضوی	54
11	خواجہ غلام مرتضیٰ بیر بلوی اور روضہ قادیا نیت	ڈاکٹر محمد طفیل سارنگ	56
12	قومی اعزازات کی لوٹ مار	محمد احمد ترازوی	62

نمبر 2011

1	اداریہ (نصرت من اللہ وفتح قریب + جدا ہودین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی)	محمد وحید نور	3
2	غازی تیرے جاں نثار بے شمار	فاز علی اجاگر	10
3	انٹرویوز: دکلاء غازی ممتاز قادری	جلس (ر) نذیر اختر + جلس (ر) خواجہ محمد شریف + جلس (ر) نذیر غازی	12
4	ناموس رسالت	مفتی ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی	18
5	اسوۃ فاروق اعظم اور قرون اولیٰ کی ایک جھلک	پروفیسر محمد اکرم رضا	19
6	خلیفہ سوم سیدنا عثمان غنی	علامہ سید محمود احمد رضوی	24
7	دجال قادیان مرزا قادیانی کے کارنامے	مولانا عبدالحکیم خاں اختر شاہ جہانپوری	28
8	کلمہ طیبہ سے قادیانی کیا مراد لیتے ہیں؟	سید ریاض الحسن گیلانی ایڈووکیٹ	41
9	فریضہ حج	مولانا مفتی محمد ظلیل خاں برکاتی	46

10	بد اعمال بد انجام	ڈاکٹر عبدالقدیر خاں	49
11	افضلیت مصطفیٰ	مولانا مفتی ظہور احمد جلالی	54

نمبر 2011

1	ماہ محرم کے فضائل و احکام اور سید الشہداء امام حسین	مولانا مفتی سید محمود احمد رضوی	3
2	اذان بلالی	علامہ ارشد القادری	14
3	قادیانیت کی حقیقت سابق قادیانی کی زبانی	طاہر منصور خاں	17
4	کفریات مرزا	علامہ قاری محمد طیب نقشبندی	21
5	آشوب عصر	سید عارف محمود مجبور رضوی	33
6	ڈاکٹر طاہر القادری گمراہی کی آخری حدوں کو پھلانگ گیا	پیر محمد افضل قادری	35
7	قادریوں کو نہ شرما سے طاہر القادری	محمد بک بلالی	41
8	طاہر القادری فائرنگ کیس کے متعلق لاہور ہائیکورٹ کا تاریخی فیصلہ	جلس اختر حسین	42
9	طاہر القادری کی کہانی اس کی زبان حال کی زبانی	مولانا محکم دین	52
10	مکمل سالانہ فہرست 2011ء		54



شہد خواہ احباب زبان بی چاشنی کیر عصمت چ لاکھوں سلام
اس مہو بلا شاہ نگلوں قتا ہے کس رعب قربت چ لاکھوں سلام
وہ دوج نجف ہو برج شرف رنگہ روئے شہادت چ لاکھوں سلام
نہ چھوڑی خواہے اس شاہ کے ان سب اہل مکات چ لاکھوں سلام

خوشخبری

جنوری 2012 سے

فدائے اذخار نبوت پاکستان کے ترجمان

العاقب

کی نئی ممبرشپ کا آغاز ہو گیا ہے

ممبرشپ حاصل کرنے کے لیے زیر سالانہ 425 روپے

مع نام ایڈریس اور موبائل نمبر جمع کرنا

برائے سنی آرڈر جامع مسجد رحمتہ للعالمین

مدینہ کالونی نزد گرینڈ بیٹری سٹاپ متصل شیل پٹرول پمپ

چوک یتیم خانہ ملتان روڈ لاہور

0321-4370406/0314-4250505

جولائی 2011



جون 2011



جولائی 2011



اگست 2011



شماره خاص اسلام آباد

اس شمارہ میں اسلامی احکامات اور مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ شمارہ خاص اسلام آباد کے مسلمانوں کے لیے ہے۔

ستمبر 2011ء

اداریہ (7 ستمبر 1974ء کی فتح عظیم + قارئین کے لیے خوشخبری)۔ عید کا شرعی پروگرام۔ 7 ستمبر 1974ء کو وزیراعظم بھٹو کی جانب سے قومی اسمبلی میں کی گئی تقریر کا مکمل متن۔ حکومت پاکستان کی جانب سے قانون تحفظ ناموس رسالت کے متعلق تازہ ترین فیصلہ کا متن و ترجمہ۔ انگریزوں کے حامی و مخالف علماء و جال قادیان سرزاد قادیانی کے نام نہاد روزے۔

اکتوبر 2011ء

اداریہ (یار رسول اللہ ﷺ آپ کے چاہنے والوں کی خبر + کیا خبر تھی کہ لے کر چراغ مصطفویٰ جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بولیں)۔ غازی ممتاز قادری کی سزا ایک نیا محاذ۔ ایک ممتاز ترین فیصلہ۔ غازی ممتاز قادری کو سزا قانون دانوں کی نظر میں۔ حضرت غازی علم دین شہید رحمہ اللہ۔ غازی علم الدین شہید کا مقدمہ اور قائد اعظم کی وکالت۔ خواجہ غلام مرتضیٰ بیرونی اور دیہ قادیانیت۔ قومی اعزازات کی لوٹ مار۔

نومبر 2011ء

اداریہ (قصص من الملوہ وفتح قریب + جد ابودین سیاست سے توجہ جاتی ہے چٹکیری)۔ غازی تیر۔ جاں نثار بے شمار۔ انٹرویو وکلاء غازی ممتاز قادری۔ اسوۂ قاریق اعظم اور قرآن اولیٰ کی ایک جھلک۔ خلیفہ سوم وسیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔ جال قادیان سرزاد قادیانی کے کارنامے۔ کلمہ طیبہ سے قادیانی کیا سادہ لیتے ہیں؟ بد اعمال بد انجام۔ قرینہ حج۔

دسمبر 2011ء

ماہِ محرم کے فضائل و احکام اور سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہما۔ قادیانیت کی حقیقت سابق قادیانی کی زبانی۔ کفریات مرزا و ڈاکٹر طاہر القادری گمرانی کی آخری حدوں کو پھیلاؤ گیا۔ طاہر القادری فائرنگ کیس کے متعلق لاہور ہائیکورٹ کا تاریخی فیصلہ۔ قادیانیوں کو نہ شرمائے طاہر القادری۔ اذان بدالی۔ آشوب مصر۔ مکمل سالانہ فہرست 2011ء۔

